عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۴ تا ۱۱ر جمادی الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ر دسمبر ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۴۶

عبادتوں میں تجارتی فوائد کا حصول

نبی اکرم ﷺ کی گھریلو زندگی

تقریری مقابلہ و ختمِ نبوت انعام گھر

گھر کا بھیدی

دیارِ غیر سے ویڈیو کال کے ذریعہ نکاح وطلاق

س:......کیا دوسرے ملک میں رہنے والا موبائل فون پر یا انٹرنیٹ پر ویڈیو کال کے ذریعے نکاح کرسکتا ہے؟ اسی طرح کیا طلاق بھی دے سکتا ہے یا نہیں؟

ج:......نکاح کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہو۔یعنی ایجاب وقبول کرنے والے خود یا ان کا وکیل مجلس عقد میں موجود ہوں۔اس لئے موبائل فون پر یا انٹرنیٹ پر نکاح منعقد نہیں ہوسکتا۔البتہ ایسی صورت میں نکاح کے لئے وکیل بنایا جاسکتا ہے اور پھر وکیل اپنے موکل کی طرف سے اس کے لئے ایجاب وقبول کرسکتا ہے۔اس طرح نکاح منعقد ہو جائے گا۔تاہم طلاق واقع ہونے یا دینے کے لئے شوہر وبیوی کا ایک ہی جگہ موجود ہونا ضروری نہیں اور بیوی کا اسے قبول کرنا یا سننا بھی ضروری نہیں۔ اس لئے شوہر اگر طلاق دینے کا اقرار کرے تو طلاق واقع ہوجاتی ہے۔خواہ فون پر طلاق دے یا کسی خط اور پیغام کے ذریعے بیوی تک یہ اطلاع پہنچا دے، ہر حال میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

وراثت کی رقم کی قسطوں میں ادائیگی

س:......ہماری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، ان کا زیور میرے پاس رکھا ہوا تھا۔ ہمارا ایک بھائی ہے جو بُری عادتوں میں پڑ گیا ہے، نشہ وغیرہ بھی کرنے لگا ہے اور کوئی کام کاج بھی نہیں کرتا۔ہم بہنوں کو ہر وقت پیسے کے لئے تنگ کرتا رہتا ہے۔کیا میرے لئے ایسا کرنا درست ہے کہ امی کے زیور میں سے اس کا جو حصہ بنتا ہے وہ میں ہر مہینہ اسے تھوڑا تھوڑا کرکے خرچ کے لئے دیتی رہوں؟ کیونکہ ایک ساتھ دینے میں وہ فوراً خرچ کردے گا اور پھر مانگنے لگے گا۔

ج:......جی ہاں! آپ اس کے حصہ کی رقم اسے ضرورت کے مطابق خرچ کے لئے دے سکتی ہیں۔ایک ساتھ ساری رقم دینے سے وہ ضائع کر دے گا اور پھر آپ کو پریشان کرے گا۔

پیشگی زکوٰۃ کی ادائیگی

س:......میرا بھائی ضرورت مند ہے اور مستحق ہے، کیا میں اسے آئندہ سالوں کی زکوٰۃ کی مد میں رقم دے سکتا ہوں؟ جس سے وہ کوئی پلاٹ وغیرہ خرید لے اور پھر وہ اس پر گھر بنالے؟

ج:......پیشگی زکوٰۃ دینا صحیح ہے آئندہ سالوں کی اکٹھی زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔مگر ہر سال آپ کو اپنی مالیت کا حساب رکھنا ضروری ہوگا، تاکہ معلوم ہوسکے کہ آپ نے جو زکوٰۃ ادا کردی ہے وہ کافی ہے یا مزید زکوٰۃ نکالنے کی ضرورت ہے۔

زکوٰۃ دیتے وقت بس نیت ضروری ہے

س:......کیا مستحق کو زکوٰۃ کی رقم بتا کر دینا ضروری ہے یا بغیر بتائے تحفہ یا ہدیہ کہہ کر بھی دے سکتے ہیں؟

ج:......زکوٰۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے۔تحفہ یا ہدیہ کے نام سے بھی دے سکتے ہیں۔ہاں اگر کسی کے بارے میں آپ کو شبہ ہو کہ مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں تو اس کی تحقیق اپنے ذریعے سے کرنے کے بعد ہی زکوٰۃ ادا کریں، کیونکہ مستحق تک زکوٰۃ پہنچانا آپ کی ذمہ داری اور آپ کا فرض ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۴ تا ۱۱؍جمادی الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍دسمبر ۲۰۲۱ء شمارہ:۴۶

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی	۷	مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	۱۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
عبادتوں سے تجارتی فوائد کا حصول	۱۵	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
خانقاہ سراجیہ میں ایک روز	۱۸	مولانا محمد اشفاق یونس
تقریری مقابلہ و ختم نبوت انعام گھر	۲۱	مولانا محمد عارف شامی
چوہدری ریاست علیؒ پکالاڑاں	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
گھر کا بھیدی	۲۵	جناب منشی عبدالعزیز

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت

گزشتہ دنوں جامع مسجد عائشہ باوانی بزرٹہ لائن میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے ایک اصلاحی نشست سے ’’دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت‘‘ کے موضوع پر ایک فکر انگیز بیان فرمایا، جسے ہمارے ساتھی مولانا محمد قاسم نے ضبط وترتیب دیا ہے۔موضوع کی افادیت کے پیش نظر اسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

آدمی کو جب اللہ تعالیٰ سے انس وتعلق ہوجاتا ہے تو پھر اسے اللہ سے ملاقات کی تمنا وچاہت ہوتی ہے کہ میں کسی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔اس کے آثار وعلامات میں سے ہے کہ آدمی پھر آخرت کی محنت کرتا ہے، آخرت والے اعمال کرتا ہے اور اپنے آپ کو یوں بناتا ہے کہ اگر ابھی موت آجائے تو میری اچھی حالت ہو۔ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ: ’’اے اللہ کے نبی! آپ مجھے کوئی نصیحت کریں اور وہ نصیحت مختصر ہوتا کہ یاد ہوجائے اور اس پر عمل کرسکوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائیں، پہلی بات یہ فرمائی کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو نماز کو ایسے ادا کرو گویا کہ تم رخصت ہونے والوں جیسی نماز پڑھتے ہو۔آسان لفظوں میں کہ یہ میری آخری نماز ہے اور اب اس نماز کے بعد مجھے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا۔جب اس طرح کوئی آدمی نماز ادا کرے تو وہ پھر خشوع وخضوع اور آداب والی نماز ہوتی ہے اور اس نماز کا لطف اور اس کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے۔دوسری بات یہ فرمائی کہ جب بھی کوئی کلام کرو، کوئی بات کروتو اس انداز سے کرو کہ تمہیں اس پر کوئی معذرت نہ کرنی پڑے۔زبان سے ایسا لفظ نکالو، ایسی بات کہو کہ کل کو پھر اس سے معذرت نہ کرنی پڑے کہ یہ مجھ سے غلطی ہوئی یا میں نے غلط کہہ دیا یا اس کہنے کی وجہ سے کوئی لڑائی ہوگئی، کوئی فتنہ پیدا ہوگیا اور بعد میں یہ کہنے لگے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔تیسری نصیحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ لوگوں سے توقعات کم رکھو، امیدیں کم باندھو۔

آج ہمارے ہاں لڑائی کا اکثر جو سبب بنتا ہے وہ توقعات ہوتی ہیں۔مجھے آپ سے توقعات ہیں، اب وہ پوری نہیں ہوئیں تو مجھے تکلیف ہوگی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی بہترین بات ارشاد فرمائی کہ لوگوں سے امیدیں کم باندھو۔جب لوگوں سے ہمیں امید نہیں ہوگی، پھر اگر کوئی ہمارے ساتھ اچھائی کرتا ہے تو دل خوش ہوگا اور اس کے لئے بھی شکر کے جذبات نکلیں گے اور اگر کسی نے ہمارے ساتھ ہمدردی نہیں کی، کوئی اچھائی نہیں کی تو کبھی تکلیف نہیں ہوگی۔یہ چیزیں آدمی تب سمجھتا ہے، جب اسے پتا ہو کہ میں نے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے، اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔جیسے ایک حدیث میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ’’جو آدمی اللہ سے ملاقات کو چاہتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کو چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے پھر اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔‘‘ اللہ سے ملاقات کا معنی یہی ہے کہ آدمی اس کے لئے تیاری کرتا ہے، اس کے لئے محنت کرتا ہے اور پھر بعض بے چارے جن کی زندگی اس طریقے اور اس انداز پر گزر رہی ہوتی ہے، ان کو دنیا سے وحشت آتی ہے کہ پتا نہیں کس قید خانے میں،

میں رہ رہا ہوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو قید خانہ ہی فرمایا ہے:’’الدنیا سجن المؤمن‘‘ یہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔’’وجنۃ الکافر‘‘ اور کافر کی جنت ہے۔

ایک بزرگ کے پاس ایک آدمی گیا اور کہنے لگا کہ موت سے جی گھبراتا ہے۔ڈر لگتا ہے۔تو انہوں نے فرمایا: وجہ یہ ہے کہ تم نے دنیا کو آباد کیا ہے اور ظاہر ہے کہ آدمی کو آبادی چھوڑ کر ویرانے میں جانے سے ڈر لگتا ہے۔اگر ہم نے آخرت کو آباد کیا ہوتا تو آخرت کی طرف جانے کو پھر ڈر نہیں لگتا۔ آدمی جس چیز کو آباد کرتا ہے اس میں دل لگتا ہے۔آج ہم نے آبادی دنیا کی کی ہے۔میرا گھر، میرا مکان اچھا ہو، میری گاڑی اچھی ہو، میرا اسٹیٹس اچھا ہو۔اب کس کا جی کرے گا کہ اس کو چھوڑ کر آگے جائے، کسی کا نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے:

’اِنَّـمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُـهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔‘‘ (الحدید:۲۰)

ترجمہ:’’کہ یہ دنیا کھیل ہے، تماشا ہے، زینت ہے اور آپس میں ایک دوسرے سے فخر اور مال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا، اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔اس کی مثال تو بارش کی ہے، بارش آتی ہے تو کسان بڑا خوش ہوتا ہے، بارش آتی ہے، کھیت وغیرہ لہلہاتے ہیں تو دیکھ کر بڑا خوش ہوتا ہے اور پھر جب خشکی آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولے آجاتے ہیں تو وہ اس کو ملیامیٹ، ختم کردیتے ہیں۔سنو! یہ دنیا دھوکے کا سامان ہے۔‘‘

تو بھائیو! جن لوگوں نے آخرت کو آباد کیا، آخرت کے لئے محنت کی، ان کو آخرت کی طرف جانے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔جی چاہتا ہے کہ جلدی جاؤں اور جن لوگوں نے دنیا کو آباد کیا، اس کو چھوڑنے کا پھر جی نہیں کرتا۔

ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی کو، جیسے آج کل بھی سروے ہوتے ہیں، خیال آیا کہ میں سروے کروں کہ اگر لوگوں کو پتا چل جائے مثلاً ایک ہفتے بعد تمہاری موت آئے گی، تم نے مرنا ہے تو کیا کروگے؟ کسی نے کہا کہ میں نماز شروع کردوں گا، کسی نے کہا کہ توبہ کروں گا، کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ۔تو حاتم اصم رحمہ اللہ ایک تابعی ہیں، ان کے پاس بھی گیا کہ بتاؤ تمہیں اگر پتا چل جائے کہ ایک ہفتے کے بعد تمہاری موت ہے تو کیا کروگے؟ کہتے ہیں: میں کیا کروں گا؟ جو پہلے کرتا ہوں وہی کروں گا۔مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی ایسی بنائی کہ موت آجائے تو ہمیں کچھ پچھتاوا نہیں ہوگا، پریشانی نہیں ہوگی، معمولات ہی ایسے بنائے کہ موت آتی ہے تو آجائے۔اب آپ خود بتائیں کہ ایک آدمی کی زندگی اللہ کو راضی کرنے میں گزر رہی ہے، ہر کام وہ اس لئے کرتا ہے کہ میرا اللہ راضی ہو۔عبادت ہو، تجارت ہو، ملنا جلنا ہو، کچھ بھی ہو، بس وہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ کے لئے کر رہا ہوں۔جو اللہ کے لئے محنت کر رہا ہو اور پھر اس کو بتایا جائے کہ تم نے اللہ سے ملنا ہے تو کیا وہ پریشان ہوگا؟ وہ تو اور زیادہ خوش ہوگا کہ اب وقت قریب آگیا ہے۔ ’’الموت جسر یصل الحبیب الی الحبیب‘‘ (موت ایک پل ہے جو محبّ کو محبوب تک ملاتا ہے) ایک مجاہد جہاد میں ہے، گردن کٹ رہی ہے اور کہہ رہا ہے:’’فزت ورب الکعبۃ‘‘ (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا)۔یہ وہ کامیابی ہے کہ جس کے لئے ہم اپنی محنت کر رہے تھے، جس مشن پہ لگے ہوئے تھے وہ تھا: اللہ کو راضی کرنا، اللہ سے ملاقات۔تو الحمدللہ! ہمارا مقصد مقبول ہوا اور ہم اللہ سے مل گئے۔

سورۂ یٰسین کے دوسرے رکوع میں ایک نیک بندے کی بات بتائی جارہی ہے۔لوگوں کو سمجھا رہا ہے کہ مجھے کیا ہوا کہ میں اس ذات کی عبادت

نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم بھی اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ میں تو اپنے رب پر یقین رکھتا ہوں۔ تم میری بات غور سے سن لو! کہتے ہیں کہ لوگ اس پر پل پڑے اور مار مار کر اس کو موت کے منہ میں ڈال دیا تو موت میں جانے سے پہلے کہہ رہا ہے کاش! کہ میری قوم جان لیتی، اللہ نے میری مغفرت بھی کر دی ہے اور اللہ نے مجھے معزز لوگوں میں شامل کر دیا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ جان لیتے۔ لوگوں پر افسوس! جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا، یہ اس سے استہزا کرتے تھے۔ ایسے لوگوں پر افسوس ہے۔

تو یہ لوگ اس چیز کو کامیابی سمجھتے تھے کہ اللہ سے ہماری ملاقات ہو جائے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا کے غموں سے پریشان ہو کر موت کی دعا نہیں کرنی چاہئے، یہ گناہ ہے۔ اللہ سے عافیت مانگنی چاہئے۔ ہاں اگر دعا کرنی بھی ہو تو یوں دعا کیا کرو کہ یا اللہ! اگر دنیا میں رہنا میرے لئے مفید ہے تو مجھے دنیا میں رکھ اور اگر آخرت میں جانا میرے لئے مفید ہے تو مجھے آخرت کی طرف لے جا۔ یہ دعا تو کر سکتے ہیں لیکن دنیاوی حادثات کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا صحیح نہیں۔ ہاں! اگر دین پر آفت ہو یا ایسا غلبۂ حال ہو، کوئی اللہ کا نیک بندہ سمجھتا ہے کہ میرا دین محفوظ نہیں یا میری عزت محفوظ نہیں اور پھر اللہ سے دعا کرے، مندرجہ بالا الفاظ میں، تو کر سکتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ نیک اور اونچے لوگوں کے احوال ہیں۔ ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ ہم آخرت کی تیاری کریں۔ دنیا نے تو گزر ہی جانا ہے۔ اس دنیا میں بالکل سکون ہو، کوئی پریشانی نہ ہو، یہ دنیا اس چیز کے لئے بنائی نہیں گئی۔ سکون کی جگہ جنت ہے۔ جنت ملے گی ہمیں اللہ کے فضل سے لیکن ہمارا رخ صحیح ہو، ہم اس کے لئے تیاری کریں۔ گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیں، کسی کا حق اگر ہمارے اوپر ہے تو اس کی ادائیگی کی فکر کریں، اس سے معاف کرائیں۔ کچھ لوگوں نے جو یہ وطیرہ بنا رکھا ہے کہ ہر چیز کرتے رہو، دیکھی جائے گی۔ یہ رویہ غلط ہے۔ اس سے آدمی کو بہت زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ معاملہ ایسا رکھو کہ اللہ کے ہاں ملاقات ہو تو ہمارے ذمہ کسی کی کوئی چیز نہ ہو۔ دنیا تو گزر جائے گی، آخرت میں پھر پچھتاوا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ تم مفلس کسے کہتے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ وہ غریب آدمی جس کے پاس پیسے نہ ہوں، کہیں رشتہ بھیجے تو وہ انکار کر دیں۔ آپ نے فرمایا: یہ مفلس نہیں ہے، مفلس وہ آدمی ہے کہ نیکیاں بھی لائے گا، نمازوں، روزے دوسرے نیک اعمال کا ثواب، لیکن لوگوں کے حقوق اس کی گردن پر ہوں گے، اور لوگ اپنا حق لینے کے لئے آئیں گے، کسی پر ظلم کیا ہوگا، کسی کو تھپڑ مارا ہوگا، کسی کا مال لیا ہوگا، کسی کی زمین لے لی ہوگی، کسی کی کوئی چیز ہتھیالی ہوگی تو سارے حق لینے والے آئیں گے۔ اب اللہ فرمائے گا کہ اس کی جو نیکیاں ہیں، وہاں کرنسی تو نیکیوں کی ہوگی، ان سب کو دے دو۔ حق لینے والے ابھی موجود ہیں لیکن نیکیاں ختم ہوگئیں۔ اب اللہ فرمائیں گے کہ حق لینے والوں کی بُرائیاں اس پر لاد دو۔ بالآخر کہا جائے گا کہ اس کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مفلس ہے۔ لایا تو بہت کچھ تھا لیکن سارا لوگوں کے حصے میں چلا گیا، اس کے پاس کچھ بچا نہیں کہ جس کی وجہ سے یہ جنت میں جاتا۔ تو یہ معاملات کی صفائی ہم نے دنیا میں کرنی ہے، جب دنیا میں کر لیں گے تو ہماری آخرت اچھی ہو جائے گی ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان نیک لوگوں جیسا بنا دے جو دنیا سے وحشت رکھتے ہیں اور آخرت کی فکر اور اللہ سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہیں، آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

نبی اکرم ﷺ کی گھریلو زندگی!

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر سے باہر کی زندگی کا عمومی نقشہ:

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر سے باہر کی زندگی جو سو فیصد اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کاوشوں پر مشتمل تھی، اپنوں (یعنی: اسلام قبول کر لینے والوں) اور غیروں (یعنی: غیر مسلموں) پر دین کی محنت، اسلامی نظام خلافت کے قیام کی ترتیب، اندرونِ عرب اور بیرون اشاعت اور غلبہ اسلام کی فکر و سوچ اور ترتیب، مسلمانوں کے سماجی، معاشرتی اور معاشی مسائل کے حل کی فکر، اور پھر اس سب کے نتیجے میں (۲۳ سال کی) نہایت ہی قلیل مدت میں ایک ایسے ماحول اور فضا کا قائم ہونا کہ جس میں ہر آنے والا اُسی رنگ میں رنگا جاتا تھا، یعنی: وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی خاطر تن من اور دھن الغرض سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کر کے چلنے والا بن جاتا تھا۔

اور پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ محنت صرف زبانی جمع وخرچ ہی نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عملی کردار ایسا جامع و مکمل امت کے سامنے پیش کیا کہ اپنے تو اپنے غیروں کو بھی اس پر انگلی اٹھانے کا موقع نہیں مل سکتا۔ وہ کردار ایسا مکمل اور نتیجہ خیز تھا کہ من جانب اللہ قرآن مجید میں بھی آپ علیہ السلام کی مبارک زندگی کو بطورِ نمونہ سامنے رکھ کر اپنی زندگی کو اسی کے مطابق ڈھالنے کا قانون بنا دیا گیا:

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔“ (الأحزاب:۲۱)

ترجمہ: ”فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔“

الغرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خارجی زندگی کی ذمہ داریاں اتنی متنوع اور وسیع تر تھیں کہ ان کے ساتھ اپنے اہلِ خانہ اور افرادِ خاندان کے لئے وقت نکالنا اور ان کے حقوق کی رعایت کرنا، آج کے زمانہ کو دیکھتے ہوئے، ایک مشکل ترین بات تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ازواج مطہرات ہوں یا اولاد، خدام ہوں یا اقربا، متعلقین ہوں یا احباب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے حقوق کی اتنی رعایت فرماتے تھے اور اُسے اتنی محبت اور اہمیت دیتے تھے کہ وہ سمجھتا تھا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبت اُسی سے کرتے ہیں، اور زندگی کے کسی بھی موڑ پر آپ اس سے غافل نظر نہیں آتے تھے۔ ہر آن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حقوق کی فکر دامن گیر رہتی تھی، اس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے حق میں ایک نہایت محبت کرنے والے شوہر، اولاد کے حق میں ایک شفیق و مہربان باپ، خدام کے حق میں ایک وسیع الظرف اور حلیم و بردبار آقا، دوست و احباب کے حق میں نہایت جاں نثار اور بے لوث ساتھی کی صورت میں نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔

گھر سے باہر کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں مصلے پر کھڑے نمازیوں کی امامت کرتے ہوئے نظر آتے تھے، تو کبھی راہنمائی طلب کرنے والوں کے لئے بہترین رہبر اور مشیر نظر آتے تھے، میدان جنگ میں نہایت دلیر و دانا سپہ سالار ہوتے تھے تو قتال کی صفِ اول کے نہایت بے جگری سے لڑنے والے مجاہد بھی ہوتے تھے، آپ انصاف پسند عادل حاکم بھی تھے اور امت کی تربیت میں مشغول صاحبِ بصیرت معلّم بھی تھے۔ ساری اُمت جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والی بن جائے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اُمت پر محنت فرماتے تھے وہاں ہی اُن کے غم میں ہر ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی اور گڑگڑا کر دعا کرتے ہوئے بھی نظر آتے تھے۔ اس زندگی میں آپ کی صفات میں ”دائمُ الفكرة“ اور ”متواصلُ الأحزان“ کا ذکر ملتا ہے۔

گھر کے اندر کی زندگی کا عمومی نقشہ:

لیکن گھر کے اندر کی زندگی میں آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کسی سخت مزاج اور جھگڑالو شوہر، باپ، یا بھائی کے روپ میں نظر نہیں آتے، بلکہ بیویوں کے ساتھ انتہائی ہنس مکھ، اُن کی دل جوئی کرنے والے، اُن میں گھل مل کر رہنے والے، گھر کے کاموں میں اُن کا ہاتھ بٹانے والے، اُن کے دکھ درد میں شریک ہونے والے اور ہنسی مذاق، پیار ومحبت سے زندگی بسر کرنے والے اور تمام اَزواج میں عدل وبرابری کرنے والے تھے، بچوں کے ساتھ آپ بچے ہوتے تھے، اُن کو صرف کھلانے والے ہی نہیں بلکہ اُن کے ساتھ بذاتِ خود کھیلنے والے ہوتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں سے نہایت شفقت سے پیش آتے، اُن کی دل جوئی فرماتے اور تمام اہل خانہ کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی؛ گھر سے باہر کی زندگی کی طرح تمام کیفیات سے معمور اور پُرکشش تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے بھی تھے جاگتے بھی تھے، کھاتے بھی تھے اور بھوکے بھی رہتے تھے، غرض زندگی کے جتنے بھی پہلو ہو سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی میں بھی پائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی میں بے اعتدالی نہیں تھی، بلکہ ہر چیز ایک نظام کے تحت مرتب ہوتی تھی۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہر قسم کے تکلفات اور دنیوی جاہ و جلال، رکھ رکھاؤ والے ظاہری پُرتعیش اَسباب سے خالی، لیکن سادگی اور صفائی وستھرائی کا خوبصورت منظر پیش کرنے والے ہوتے تھے۔

گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات کی تقسیم:

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کے معمولات کی تشریح کرتے ہوئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمہ اللہ اپنی تصنیف ''اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' میں بحوالہ شمائل ترمذی لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا اپنے گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام ومنام) کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے اور آپ اس بات کے لئے منجاب اللہ ماذون و مامور تھے۔ سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے گھر کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔

1...... ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے۔

2...... ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کے لئے (جس میں ان سے ہنسنا بولنا شامل تھا)۔

3...... اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت کے لئے۔ پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرمادیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت اُمت کے کام میں صرف فرماتے اور اِس حصہ وقت کو خاص احباب کے واسطہ سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے، یعنی: اس حصۂ وقت میں عام لوگ تو نہ آ سکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے، اِس طرح عام لوگ بھی اُن منافع میں شریک ہو جاتے)۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم:۴۱۴)

☆...... حضرت انسؓ نے بیان کیا:

''أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلٰى فِرَاشٍ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، فَقَالَ: "مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا، لٰكِنِّي أُصَلِّي، وَأَنَامُ، وَأَصُومُ، وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي، فَلَيْسَ مِنِّي۔''

(صحیح مسلم، الرقم:۳۴۰۳)

ترجمہ: ''کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزواجِ مطہراتؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفیہ عبادت کا حال پوچھا، یعنی: جو عبادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کرتے تھے (جب گھر میں آپ کی زندگی عام معمول کے مطابق سامنے آئی تو) ایک نے ان میں سے کہا کہ میں کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا: میں کبھی گوشت نہ کھاؤں گا۔ کسی نے کہا: میں کبھی بچھونے پر نہ سوؤں گا۔ (یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بُلایا) اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تعریف اور ثنا کی، یعنی: خطبہ پڑھا اور فرمایا: کیا حال ہے اُن لوگوں کا جو ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا تو یہ حال ہے کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں، یعنی: رات کو، اور سو بھی جاتا ہوں، اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ سو جو میرے طریقہ سے بے رغبتی کرے وہ

میری امت میں سے نہیں ہے۔‘‘

☆...... گھر میں عبادات کے درمیان اعتدال کے اعتبار سے مزید وضاحت ایک حدیث میں سامنے آتی ہے، جو حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے، اُنہوں نے بیان کیا:

’’جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا، فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: ’’أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.‘‘(صحيح البخاري، الرقم: ٥٠٦٣)

ترجمہ:’’کہ تین حضرات (حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور آپس میں کہا کہ ہمارا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ، آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کردی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اوران سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو، اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، اور میں تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں، لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں، (رات میں) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں’’فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي‘‘، میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت:

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نفل نماز بھی ادا کیا کرتے تھے، رات کے وقت میں تہجد کی نماز ادا فرماتے، وتر بھی تہجد کے وقت میں گھر میں ہی ادا فرماتے تھے، فجر کی سنتیں بھی اکثر گھر میں ہی ادا کر کے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔(صحيح البخاري، الرقم: ٦٢٦)

☆...... حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نے اپنی خالہ (ام المؤمنین) حضرت میمونہؓ کے گھر رات گزاری، تو (میں نے دیکھا کہ) جب تھوڑی رات باقی رہ گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے ہلکا سا وضو کیا (یعنی: جلدی سے اور مختصر سا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، تو میں نے بھی اسی طرح وضو کیا۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پھر آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پھیر کر اپنی داہنی جانب کرلیا۔ جس قدر اللہ کو منظور تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے۔ حتیٰ کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ پھر آپ کی خدمت میں مؤذن حاضر ہوا اور اس نے آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (کیوں کہ احادیث کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا۔)

(صحيح البخاري، الرقم: ١٣٨)

گھر میں قرآن مجید پڑھنے کی کیفیت:

☆...... رات کے وقت میں نماز کے اندر اور نماز کے علاوہ ’’قرآن مجید کی تلاوت‘‘ بھی کرتے تھے، (صحیح مسلم، الرقم: ٧٧٠) کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ آواز سے، حضرت عضیف بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو بآواز بلند پڑھتے تھے یا آہستہ آواز سے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کبھی بآواز بلند پڑھتے اور

کبھی دھیمی آواز سے، میں نے کہا اللہ اکبر، الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے اس کام میں وسعت رکھی۔

(سنن ابن ماجۃ، الرقم: 1354)

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات ٹیک لگا کر بھی قرآن پڑھتے تھے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم (اَزواج مطہرات) میں سے کسی کے گود میں سر رکھتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے جبکہ وہ حیض سے ہوتی تھیں۔ (صحیح البخاري، الرقم: ۲۹۷)

گھر میں اللہ سے دعا کرنا:

☆......رات کے وقت اکثر نماز تہجد میں دیر تک دعائیں کرتے تھے، اپنے لئے بھی اور اُمت کے لئے بھی، دورانِ قرأت آیاتِ رحمت پر رحمت کی دعائیں اور آیاتِ عذاب پر عذاب سے پناہ کی دعائیں کیا کرتے تھے، اور دعاؤں میں اتنا روتے تھے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ (صحیح مسلم، الرقم: ۷۷۲)

گھر میں داخل ہونے کا نبوی طریقہ:

☆......جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اچانک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے تھے کہ گھر والوں کو پریشان کر دیں بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ گھر والوں کو پہلے سے آپ کی تشریف آوری کا علم ہوتا۔ (صحیح البخاري، الرقم: ۱۵۰۱)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے:

"نَھَی رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا يَتَخَوَّنُهُمْ أَوْ يَلْتَمِسُ عَثَرَاتِهِمْ."

ترجمہ: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان رات کو (اچانک) گھر والوں کے پاس جا پہنچے اور ان کو خیانت (جس طرح خاوند نے کہا ہوا ہے، اس طرح نہ رہنے) کا مرتکب سمجھے اور ان کی کمزوریاں ڈھونڈے۔"

(صحیح مسلم، الرقم: ۴۹۶۹)

کیونکہ اس میں ایک تو گمان بد ہے جو شریعت میں منع ہے۔ دوسرے عورت کی دل شکنی کا باعث ہے اور اس میں صدہا قباحتیں ہیں۔

بالخصوص جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو اس کے لئے اور زیادہ اہتمام کیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں اچانک نہ آئے بلکہ اطلاع دے کر آئے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، ایک جہاد میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جب ہم اس جہاد سے واپس مدینہ آئے تو ہم اپنے گھروں کو جانے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَمْهِلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا، أَيْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ." [صحيح مسلم، الرقم: ۴۹۶۴] ترجمہ: "ٹھہرو ہم رات کو جائیں گے تاکہ جس عورت کے سر کے بال پریشان حال ہیں تو وہ کنگھی کر لے اور جس کا خاوند غائب تھا وہ پاکی کرے (یعنی بال وغیرہ صاف کر لے)۔"

☆......گھر میں داخل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرتے۔

(سنن أبوداود، الرقم: ۵۹۶)

جب آپ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے۔ بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ (سنن الترمذي، الرقم: ۲۴۷۰)

اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ماحضر پیش کر دیا جاتا۔ نیز منقول ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانِي وَآوَانِي وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي وَسَقَانِي وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيَّ أَسْأَلُكَ أَنْ تُجِيرَنِي مِنَ النَّارِ."

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری (تمام ضروریات کی) کفایت فرمائی اور مجھے ٹھکانا بخشا، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا، (اے اللہ!) میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے (عذابِ) نار سے بچا لیجیے۔

گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام:

☆......حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں آ کر کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے۔ (مخدوم اور ممتاز بن کر نہ رہتے تھے بلکہ گھر کا کام بھی کر لیتے تھے، مثلاً: بکری کا دودھ دوھ لینا۔ اپنی نعلین مبارک سی لینا) اور جب نماز کا وقت آتا تو مسجد چلے جاتے۔ (سنن الترمذي، الرقم: ۲۴۸۹)

گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ برتاؤ:

☆......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اَخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔ (مسلم: ۲۳۰۹)

☆......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کے لئے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی بات کی ناگواری نہ ہو۔ (مسلم: ۲۰۵۵)

☆......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اَزواج مطہراتؓ کے پاس ہوتے تو بہت نرمی، خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے۔(سنن الترمذي، الرقم:۱۱۶۲)

بیوی بچوں کی عبادات کی فکر:

بہت ساری احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ پہلو بھی موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے افراد کو بھی اپنے ساتھ عبادت میں شریک کرتے تھے اور گاہے گاہے انہیں بھی اللہ تعالیٰ کی ربانیت کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کی مقدار:

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے شب میں سوتے۔ (صحیح البخاري، الرقم: ۵۸۶) اور نصف شب کی ابتدا میں بیدار ہو جاتے اُٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کر کے جس قدر اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہوتی نماز پڑھتے، گویا بدن کے جملہ اعضا اور تمام قویٰ کو نیند اور استراحت سے حصہ مل جاتا۔(المعجم الکبیر للطبراني، ۱۳۵۹۸)

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے، چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپ دائیں طرف اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آجاتی۔(صحیح البخاري، الرقم:۲۴۷)

اس وقت آپ شکم سیر نہ ہوتے۔ نہ آپ سطح زمین پر لیٹ جاتے اور نہ زمین سے بچھونا زیادہ اونچا ہوتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا ہوتا۔ جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی۔ آپ تکیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔

☆......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند بقدر اعتدال تھی۔ قدر ضرورت سے زیادہ نہ سویا کرتے تھے اور نہ قدر ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو سونے سے باز رکھا کرتے تھے۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب بھی فرماتے اور قیام بھی فرماتے جیسا کہ نوافل وعبادت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی، کبھی رات میں سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اس کے بعد پھر سو جاتے۔ اس طرح چند بار سوتے اور اُٹھتے تھے۔ اس صورت میں یہ بات درست ہے کہ جو نیند میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا اور جو بیدار دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر استراحت:

☆......حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ آپؓ نے فرمایا: ایک ٹاٹ تھا، جس کو دوہرا کر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھایا کرتے تھے تو ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے اسی طرح بچھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا، رات کو اس کو چوہرا کر دیا تھا تاکہ زیادہ نرم ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔

(الشمائل المحمدیۃ للترمذي، الرقم: ۳۳۰)

☆......حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا کہ عبا بچھا رکھی ہے، انہوں نے ایک بستر جس میں اون بھری ہوئی تھی تیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میرے پاس بھیج دیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس کو رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنوا کر بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دو، اور یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ کر دیں۔

(شعب الإیمان للبیہقي، الرقم:۱۴۶۸)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریئے پر آرام فرما رہے تھے، جس کے نشانات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے، میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ قیصر وکسریٰ تو ریشم ومخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بوریئے پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رونے کی بات نہیں ہے، ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے، میری مثال تو اس راہ گیر کی سی ہے جو چلتے چلتے راستے

میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔(المعجم الکبیر للطبرانی،الرقم:۱۰۳۲۷)

☆......حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔(صحیح البخاري،الرقم:۳۷۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز استراحت:

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

''رَبِّ قِنِي عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔'' (سنن ابوداؤد،الرقم:۵۰۴۵)

ترجمہ: ''اے رب! تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو، جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔''

☆......حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

''اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا۔''

(صحیح البخاري،الرقم:۶۳۲۵)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔''

☆......اور جب جاگتے تو یہ دعا پڑھتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔''

(صحیح البخاري،الرقم:۶۳۲۵)

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔''

☆......حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات میں جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ان پر دم فرماتے پھر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا، ہاتھ پھیر لیا کرتے۔ تین مرتبہ ایسا ہی کرتے، سر سے ابتداً کرتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ، پھر بدن کا پچھلا حصہ۔ (صحیح البخاري،الرقم:۵۷۴۸)

☆......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سونے کے وقت مختلف دعائیں اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے، مثلا: سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں، سورہ ملک، سورہ الم سجدہ، سورۂ کافرون وغیرہ۔(صحیح البخاري،الرقم:۴۰۰۸)

☆......منقول ہے کہ جو شخص آیت الکرسی سوتے وقت پڑھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کے لئے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

(صحیح البخاري،الرقم:۲۳۱۱)

☆......حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ۔''

(صحیح مسلم،الرقم:۶۸۹۴)

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہماری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا بخشا۔ چنانچہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کا نہ کوئی کفالت کرنے والا ہے اور نہ کوئی انہیں ٹھکانہ دینے والا ہے۔''

☆......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اوندھے منہ سونے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(سنن الترمذي،الرقم۲۷۶۸)

☆☆............☆☆............☆☆

تحفظ ختم نبوت کورس، قصور

قصور (مولانا عبدالرزاق) ۳ رنومبر بروز بدھ جامعہ عمر بن الخطاب قصور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا فضل الرحمٰن آف شیخوپورہ نے پروجیکٹر کے ذریعے تحفظ ختم نبوت کورس پڑھایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے امیر استاذ القراء قاری مشتاق احمد رحیمی نے صدارت فرمائی۔ اس موقع پر ضلع قصور کے مبلغ مولانا عبدالرزاق نے حیات ونزول حضرت عیسیٰؑ عقیدہ ختم نبوت، کذباتِ مرزا اور اوصافِ نبوت کے مقدس عنوانات پر بیان کیا۔ اختتام کورس پر سوال و جواب کی نشست ہوئی درست جواب دینے والے خوش نصیبوں کو مولانا عبدالرزاق نے میاں محمد معصوم انصاری کے ہاتھوں انعامات دلوائے۔ مہتمم مدرسہ قاری رفیق نفیسی نے مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی لاہور سے مرکزی مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے بھی شرکت کی۔ اسی طرح ۳ رنومبر بروز بدھ بعد نماز ظہر مدرسہ جامعہ رحیمیہ قصور للبنات وللبنین میں بھی تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا، جس میں شیخوپورہ کے مبلغ ختم نبوت مولانا فضل الرحمٰن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی (لاہور) نے بیان کیا۔ کئی مدارس کے طلبہ اور خواتین نے بھی شرکت کی۔ اختتام کورس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

جرأت مند قائد اور نامور خطیب

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مجلس احرارِ اسلام کے اکابر نے برصغیر کی آزادی کے لئے عظیم الشان قربانیاں پیش کیں، سالہا سال تک جیل میں رہے، ہتھکڑیاں پہنیں، بیڑیاں زیب اقدام کیں، لیکن ان کے پائے استقلال میں جنبش تک نہ آئی۔ احرار کا ایک ایک فرد لیلائے آزادی کے حصول کے لئے سالہا سال جیل میں رہا۔ ہمارے مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ قیدوبند کو برداشت کیا۔

۱۹۲۹ء میں مجلس احرارِ اسلام کی تشکیل ہوئی اور قاضی صاحب کی عمر ۱۸، ۱۹ سال ہوگی۔ کمسنی کے باوجود آپ ضلع ملتان مجلس احرار کے صدر چُن لئے گئے۔

۱۹۳۰ء میں نمکین ستیہ گری کی تحریک شروع ہوئی۔ قاضی صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جہاں بھی گئے، کثیر التعداد اجتماعات سے خطاب کیا۔

۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر چل رہی تھی۔ کشمیری راجہ ۳۲ لاکھ مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھا رہا تھا۔ قادیانی جماعت کے لاٹ پادری مرزا بشیر الدین محمود نے مسلمان مظلومین کی حمایت کے نام سے کشمیر کمیٹی قائم کی۔ جس کا مقصد مسلمانوں کو قادیانی بنانا تھا۔ ان حالات میں مجلس احرار اسلام کو دوٹوک فیصلہ کرنے کا وقت آن پہنچا۔ کیونکہ اگر احرارِ خاموش رہتے تو ۳۲ لاکھ اسلامیان کشمیر کے قادیانیت کی گود میں جانے کا خدشہ تھا۔ ان دنوں قاضی صاحب کی عمر ۲۰، ۲۱ سال تھی۔ اپنے محسن و مربی امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حکم پر تحریک کشمیر میں کود پڑے، ان دنوں آپ اپنے سر پر ملتانی طرز کی پگڑی باندھتے تھے۔ تحریک جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی۔ احرار راہنماؤں اور کارکنوں کے جذبات جوان ہوتے چلے گئے، قاضی صاحب کی ڈیوٹی جہلم کے محاذ پر تھی۔ جماعتی فیصلہ کے مطابق آپ گرفتار نہ ہوئے تاکہ تحریک کو سنبھالا دیا جاسکے۔

> **قاضی صاحب نے جیل میں ہی محبوس شیخ حسام الدین اور مولانا مظہر علی اظہر سے انگلش پڑھی۔ ڈیڑھ برس کے بعد کندن بن کر نکلے۔ باہر آئے تو مجلس احرارِ اسلام پنجاب کے صدر منتخب کر لئے گئے**

۱۹۳۵ء کے آخر میں جب قادیان میں نمازِ جمعہ کے اجتماع پر پابندی عائد کردی گئی تو دفعہ نمبر ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے والوں میں تیسرے نمبر پر قاضی احسان احمدؒ تھے، جو ۲۰؍دسمبر ۱۹۳۵ء کو گرفتار ہوئے، قاضی صاحب کو ۶ ماہ قید سی کلاس، ایک ہزار روپیہ جرمانہ، عدم ادائیگی کی صورت میں تین ماہ قید مزید کی سزا ہوئی۔ مجسٹریٹ عزیز احمد نے کہا کہ میں آپ کی امتیازی حیثیت کے پیش نظر سزا دے رہا ہوں۔ یہ سزا آپ نے گورداس پور جیل میں کاٹی اور جرمانہ ادا کر کے رہا ہوئے۔ قبل ازیں ۱۹۲۸ء میں مغل پورہ انجینئرنگ کالج لاہور کے پرنسپل وکٹر کے خلاف ایجی ٹیشن میں جہلم میں چھ ماہ کی سزا کاٹی۔

لنڈا بازار لاہور کے آخر میں واقع مسجد شہید گنج کو احرار کی سیاسی قوت کو ختم کرنے کے لئے گرادیا گیا۔ احرار ذہنی کشمکش میں تھے، اگر تحریک اٹھاتے ہیں تو کچل دیئے جائیں گے اور اگر خاموش رہتے ہیں تو موردالزام ٹھہرتے ہیں۔ روزنامہ ’’زمیندار‘‘ کو احرار کی کردارکشی کے لئے خوب استعمال کیا گیا۔ ان دنوں جن حضرات نے پنجاب سمیت پورے برصغیر میں احرار کے موقف کا دفاع کیا ان میں قاضی صاحب تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ بالآخر شہید گنج مسجد کے حصول کے لئے مجلس احرار نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کردی۔ پہلا قافلہ مولانا مظہر علی اظہر کی قیادت میں مسجد وزیر خان سے شہید گنج کی طرف روانہ ہوا۔ جسے دہلی دروازہ کے باہر گرفتار کرلیا گیا۔

دوسرا قافلہ قاضی صاحب کی قیادت میں مسجد وزیر خان سے روانہ ہوا۔ جس میں ۵۰ رضا کار شامل تھے۔ گرفتار کرلیا گیا۔ اس میں آپ کو چھ ماہ کی سزا ہوئی جو میانوالی جیل میں کاٹی۔

۱۹۳۸ء میں قاضی صاحب کی عظیم خدمات کے پیش نظر آپ کو ’’آل انڈیا مجلس احرار اسلام‘‘ کی ورکنگ کمیٹی کا ممبر چن لیا گیا۔ آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو اس حسن تدبیر سے نبھایا کہ ۳؍ستمبر ۱۹۳۹ء کو جیسے ہی جنگ عظیم کا اعلان ہوا۔ مجلس احرارِ اسلام نے ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بلا کر جنگ کے خلاف اعلان جنگ کردیا اور ساتھ ہی فوجی بھرتی اور انگریز کو کسی قسم کی امداد نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا، نیز مجلس احرارِ اسلام کو توڑ کر ’’وار کونسل‘‘ قائم کردی اور ’’وار کونسل‘‘ کا پہلا ڈکیٹر قاضی صاحب کو منتخب کیا گیا۔ بحیثیت ڈکیٹر پہلی تقریر امرتسر چوک فرید میں کی۔ جس سے آپ نے اپنی علمی اور سیاسی قابلیت کا جوہر منوالیا۔ اور اس جلسہ کے دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد قاضی صاحب کی تقریر کا اعلان کردیا گیا۔ جونہی آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور امرتسر جیل میں پابند سلاسل کردیا گیا۔ اس مقدمہ میں آپ کو تین سال کی سزا ہوئی اور یہ سزا ملتان اور راولپنڈی کی جیلوں میں گزاری۔

چنانچہ قاضی صاحب نے جیل میں ہی محبوس شیخ حسام الدین اور مولانا مظہر علی اظہر سے انگلش پڑھی۔ ڈیڑھ برس کے بعد کندن بن کر نکلے۔ باہر آئے تو مجلس احرارِ اسلام پنجاب کے صدر منتخب کر لئے گئے۔

۱۹۴۶ء کے آخر میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس اچھرہ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مسلم لیگ جو تحریک پاکستان کی قیادت کررہی تھی سے مطالبہ کیا گیا۔ ’’اگر تقسیم ملک کے فارمولا کو واقعی تسلیم کرنا ہے تو پنجاب کو تقسیم نہ کیا جائے‘‘ لیکن کرپس مشن، کانگریس اور مسلم لیگ تقسیم کے فارمولا کو تسلیم کرچکے تھے۔ اگر مجلس احرار کا فارمولا تسلیم کرلیا جاتا تو آج مسئلہ کشمیر ملک وملت کے لئے سوہانِ روح نہ بنا ہوا ہوتا۔

۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو نقشہ عالم میں پاکستان کا اضافہ ہوگیا تو آل انڈیا مجلس احرار کو توڑ کر مجلس احرارِ اسلام پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا۔

دوسال بعد ۱۹۴۹ء میں مجلس احرارِ اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کرکے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود کردیا گیا اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ جن حضرات نے سیاسی کام کرنا ہے وہ مسلم لیگ میں شامل ہوکر ملک وملت کی خدمت کریں۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی پہلی تحریک چلی جس میں قاضی صاحب نے فعال کردار ادا کیا۔ ۲۸؍ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس کا دستہ رات کو دو بجے آپ کے گھر پہنچا، تو آپ نے فرمایا کہ میں کئی روز سے آپ کا منتظر تھا، اہلیہ کو سلام کیا، والد محترم سے اجازت چاہی اور بستر اٹھایا اور پولیس کے ساتھ چل دیئے اور فرمایا ملزم حاضر ہے۔ شجاع آباد سے سینٹرل جیل ملتان میں لایا گیا، کچھ دنوں کے بعد ڈسٹرکٹ جیل ملتان منتقل کردیئے گئے۔ اسی دوران آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا۔ تمام تر کوشش کے باوجود آپ کو والد محترم کی تکفین و تدفین میں شرکت کی اجازت نہ دی گئی، بلکہ اس قید کے دوران حضرت لاہوریؒ کے ساتھ آپ کو جیل میں زہر دیا گیا۔

قاضی صاحبؒ کی آخری گرفتاری ۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ راولپنڈی کے جامعہ فرقانیہ میں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر ایوب حکومت کا مقابلہ سابقہ حکومتوں سے کیا جائے تو بہتر ہے اور اگر خلفائے راشدین کی حکومتوں سے کیا جائے تو ’’لاشئے‘‘ ہے ’’پڑھے لکھے رپورٹر‘‘ نے لاش لکھ دیا۔ شجاع آباد سے گرفتار کرکے پولیس راولپنڈی لائی۔ آپ نے اپنے جاں نثار ساتھی خواجہ عبدالقدوس کو ملتان ہی فون کردیا تھا۔ وہ راولپنڈی پہنچے قاضی صاحب سے ملے اور پنڈی سے لاہور جناب محمود علی قصوری بار ریٹ لاء اور مولانا مظہر علی اظہر سے ملے، طے پایا کہ گرفتاری کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کردیا جائے۔ کیونکہ گرفتاری رپورٹر کی غلطی کی وجہ سے غیر قانونی طور پر عمل میں لائی گئی۔ چنانچہ خواجہ عبدالقدوس دوبارہ ایس ایس پی راولپنڈی سے ملے۔ تقریر کا اصل مسودہ منگوایا گیا۔ سرخ پنسل سے نشان زدہ الفاظ نکالے، تو رپورٹنگ میں لفظ ’’لاش‘‘ لکھا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ ذرا اس کا سیاق وسباق ملاحظہ فرمالیں تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا، انہوں نے ڈی سی سے رابطہ کیا۔ سابقہ ڈی سی نئے ڈپٹی کمشنر کو چارج دے رہا تھا۔ جب گرفتاری، تقریر کی رپورٹنگ اور سیاق و سباق سمجھایا گیا اور بات ہوم سیکریٹری تک جاپہنچی تو سب ’’عقلمندوں‘‘ نے ایک بے گناہ بوڑھے عالم دین اور نامور خطیب کی رہائی کا حکم صادر کردیا۔ قاضی صاحب پندرہ دن کی غیر قانونی گرفتاری کے بعد رہا ہوگئے۔ فرماتے تھے کہ پہلے حکومتوں پر تنقید کرکے گرفتار ہوتا تھا، اس دفعہ حکومت کی تعریف کرکے گرفتار ہوا۔

(سوانح قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، ص:۴۹، نورالحق قریشی)

عبادتوں سے تجارتی فوائد کا حصول

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ایک انسان کی اپنے خالق و مالک سے جو نسبت ہے، اس میں سب سے اہم نسبت عبدیت اور بندگی کی ہے، انسان عبد ہے اور اللہ تعالیٰ معبود ہیں، انسان بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات بندگی کی مستحق ہے، انسان غلام ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے آقا و مولیٰ ہیں، یہ غلامی کی نسبت انسان کے لئے تحقیر نہیں ہے، بلکہ اِس میں اس کی توقیر اور اعزاز و اکرام ہے، اسی لئے واقعہ معراج کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنے بندے کے لفظ سے کیا ہے: ''سُبحٰنَ الَّذِین اَسریٰ بِعَبدِہٖ'' (بنی اسرائیل:۱) جیسے بیٹے کو اس سے زیادہ اور کوئی خطاب محبوب نہیں ہوسکتا کہ اس کا باپ اسے بیٹا کہہ کر مخاطب کرے، اسی طرح کسی بندے کے لئے اس سے بڑھ کر اعزاز نہیں ہوسکتا کہ خود کائنات کا خالق و مالک ''بندہ'' کہہ کر اپنے آپ سے اس کی نسبت کو ظاہر کرے۔

انسان اپنی بندگی کا اپنے عمل کے ذریعے اقرار کرے، اسی کو ''عبادت'' کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انسان و جنات کی یہ بستی اس لئے بسائی ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہر نبی نے اپنی تعلیمات میں انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دی اور اس کے طریقے بتائے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے عبدیت کو اس کے اوج کمال پر پہنچا دیا، عبادت کی مقدار بھی بڑھائی گئی اور عبادت کی کیفیت میں بھی اضافہ کیا گیا، نیز جس تفصیل سے عبادت کا طریقہ وسلیقہ اور اس کے آداب واحکام شریعت محمدی میں بتائے گئے، کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، ہر عبادت بندگی اور نیاز مندی کا مظہر، جھکاؤ اور بچھاؤ کی کیفیت سے معمور، اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور ہاتھ پھیلانے کی کوشش اور انسانی زندگی کے لئے دروسِ عبرت سے معمور ہے۔

عبادت میں جہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز کا اظہار ضروری ہے، وہیں اللہ تعالیٰ سے حد درجہ محبت اور دل میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی چاہت کا احساس بھی ضروری ہے، اسی لئے علامہ ابن القیم فرماتے ہیں کہ عبادت ایسے عمل کا نام ہے، جس میں آخری درجہ کی محبت بھی ہو اور آخری درجہ کا جھکاؤ بھی۔ لہٰذا وہ اعمال عبادت میں شامل ہیں جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کئے جاتے ہیں، جس عمل کو کسی بندے کے لئے نہیں کیا جاسکتا، جیسے: نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قربانی، سجدہ، تلاوت، دعا، نذر وغیرہ، جو افعال اللہ تعالیٰ کے لئے بھی کئے جاسکتے ہیں اور انسانوں کے لئے بھی، اگر انہیں بہتر نیت سے کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مقصود ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ! وہ بھی اجر وثواب کا باعث ہوگا، لیکن وہ اصل میں طاعت ہے، حقیقی معنوں میں وہ عبادت نہیں ہے، عربی زبان کے ایک ماہر علامہ ابوہلال عسکری نے لکھا ہے کہ عبادت اور طاعت کے درمیان بنیادی فرق یہی ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کی جاسکتی ہے، لیکن طاعت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

(الفروق فی اللغۃ:۲۸۱)

عبادت کا ایک بنیادی حکم یہ ہے کہ وہ اجر کے لئے کی جاتی ہے، نہ کہ اجرت کے لئے، اس کا بدلہ آخرت ہی میں دیا جاسکتا ہے، دنیا کے بدلے کے لئے اس عمل کو نہیں کیا جاسکتا، انبیائے کرام علیہم السلام اپنی خاص حیثیت کے اعتبار سے ہر کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کرتے تھے، اسی لئے قرآن کریم نے مختلف انبیاء علیہم السلام کی زبان سے کہلوایا: ''میرا اجر صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہے۔''

(سورۂ ھود:۲۹)

جب کوئی کام دنیا میں بدلے کے لئے کیا جائے تو پھر وہ تجارت بن جاتا ہے، اور عبادت وتجارت کے مقاصد بالکل الگ ہیں، اسی لئے عبادت کے لئے مخصوص جگہ پر تجارت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہی بنائی گئی ہیں، چنانچہ مسجد میں خرید وفروخت اور کاروباری گفتگو سے منع کیا گیا ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اسے بھی پسند نہیں فرمایا کہ کسی کی کوئی چیز گم ہوئی ہو تو وہ مسجد میں اس کا اعلان کرے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس طرح کا اعلان مسجد میں کرے تو کہہ دو کہ تمہاری چیز نہ ملے۔

اسی لئے فقہاء کا عمومی نقطۂ نظر یہ ہے کہ جو افعال مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں، جیسے: نماز، روزہ، حج، تلاوت قرآن کریم، جہاد، ان پر اجرت لینا جائز نہیں۔ کیوں کہ حضرت عثمانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے جو آخری وعدہ لیا، وہ یہ کہ اگر میں مؤذّن مقرر کیا جاؤں تو اذان پر اجرت نہیں لوں۔

(ترمذی بہ تحقیق احمد محمد شاکر ۴۳۱۰/۱)

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن کریم پڑھنا اور لکھنا سکھایا، مجھے پڑھنے والوں میں سے ایک نے ایک کمان تحفہ میں دی، میں نے سوچا کہ یہ خاص مال تو ہے نہیں، میں اسے جہاد میں استعمال کروں گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ بات پسند آتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کی کمان پہنائے تب قبول کرلو۔

(ابوداؤد مع عون المعبود: ۲۷۶/۳)

صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن بشر انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم مجید پڑھو، مگر اس میں غلو نہ کرو اور نہ اس کو کھانے اور دولت میں اضافے کا ذریعہ بناؤ۔ (فیض القدیر: ۶۴/۲ بہ حوالہ مسند احمد)

یہ اور بات ہے کہ عبادت سے متعلق بعض افعال ایسے ہیں، جن میں عمل کے ساتھ ساتھ وقت کی بھی ضرورت ہے، جیسے نماز کہیں بھی پڑھی جاسکتی ہے، اتفاق سے اگر کسی نے کہیں نماز کی امامت کردی اور ایک جماعت نے اس کے پیچھے نماز ادا کرلی تو اس میں کچھ زیادہ وقت کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کسی کو خاص مسجد میں امام مقرر کیا جائے تو وہ اس وقت کا پابند ہوجاتا ہے، بلکہ بعض اوقات پانچ وقت کی امامت میں انسان کا پورا وقت گھِر جاتا ہے، اسی طرح ایک صورت تو یہ ہے کہ اتفاقاً کوئی آئے اور آپ کے پاس قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھ لے، یا اپنے پڑوسی کو چند آیات پڑھا دیں اور قرآن کریم کی تصحیح کردیں تو اس میں انسان کا وقت اس طرح گھِر نہیں جاتا کہ وہ کسبِ معاش کا کوئی اور ذریعہ اختیار نہ کرسکے، اس لئے ایسے اعمال پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص مستقل طور پر ایک مدرس کی حیثیت سے قرآن کریم اور اسلامی علوم کی تعلیم دے، اور مقررہ وقت اس میں لگایا کرے، جس کی پابندی اس پر لازم ہو تو پھر اس کا وقت اس عمل کی وجہ سے مشغول ہوجاتا ہے، اس لئے ایسی صورت میں علماء اہل سنت میں سے امام مالکؒ وامام شافعیؒ نے اجرت لینے کی اجازت دی ہے اور جب حکومتوں کی طرف سے ائمہ اور معلّمین کا انتظام باقی نہ رہا اور صورتِ حال یہ ہوگئی کہ ہر وقت امامت کی صلاحیت کے حامل ائمہ کا ملنا دشوار ہوگیا، مسلمان بچے اور بڑے قرآن کریم کی تعلیم سے محروم ہونے لگے تو فقہاءِ احناف اور حنابلہ میں سے بعد کے لوگوں نے ان کاموں پر اجرت لینے کی اجازت دے دی، کیوں کہ یہ کام کی اجرت نہیں ہے، وقت کی اجرت ہے، اور وقت کی اجرت لینا جائز ہے۔

اسی طرح فقہاء نے حج پر اجرت لینے یا جہاد پر اجرت لینے کو منع کیا ہے، کیوں کہ یہ سب عبادت ہے اور عبادت خالصتاً لوجہ اللہ تعالیٰ ہونی چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہجرت بھی اہم عبادت تھی اور آپ ﷺ نے صاف اعلان کردیا کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول کے لئے ہجرت کرے گا، اس کا یہ عمل باعث اجر بنے گا اور جو کسی اور مقصد کے لئے ترکِ وطن کرے

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، قصور

قصور (مولانا عبدالرزاق مجاہد) ۳۰ نومبر بعد نماز عشاء جامع مسجد علی المرتضیٰ قصور شہر میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا فضل الرحمٰن مبلغ شیخوپورہ اور مولانا قاری کامران احمد سندھ کے بیانات ہوئے۔ تلاوت کی سعادت قاری ابوبکر، حافظ محمد عثمان، حافظ ارسلان اور استاذ القراء قاری محمد اسلم رحیمی کے حصہ میں آئی۔ نعت رسول مقبول حافظ ضیاء الرحمٰن مدنی نے جبکہ ملک کے عظیم نعت خواں مولانا شاہد عمران عارفی نے مختلف کلاموں سے ختم نبوت کے کارکنوں کے جذبہ کو جلا بخشی۔ ضلع قصور کے مبلغ عبدالرزاق مجاہد نے نقابت کی۔ میاں محمد معصوم انصاری، مولانا قاری احسان اللہ تعالیٰ رحیمی، مولانا سیّد پیر شاہ ہمدانی، مولانا پروفیسر غلام سرور قاسمی، مولانا عبدالباسط فاروقی، حاجی شیر احمد مغل، قاری سیف اللہ تعالیٰ رحیمی نے اسٹیج کو رونق بخشی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے امیر استاذ القراء قاری مشتاق احمد رحیمی نے صدارت کی۔ کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔

گا، وہ ہجرت کے ثواب سے محروم رہے گا، کیوں کہ اس کا یہ وطن چھوڑنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں ہے۔

مشہور محدث امام بخاریؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب بخاری شریف کا آغاز اسی حدیث سے کیا ہے، غرض کہ عبادت پر عبادت کا رنگ باقی رہنا چاہئے، خود عبادت کرنے والوں کا بھی یہی رویہ ہونا چاہئے اور دوسرے مسلمانوں کا بھی۔

بدقسمتی کی بات ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں ایک خاص رجحان عبادتوں سے تجارتی فوائد اٹھانے کا بنتا جارہا ہے، ایصال ثواب کا درست ہونا حدیث سے ثابت ہے اور سوائے بعض اہل علم کے علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تلاوتِ قرآن کریم کے ذریعہ بھی ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے، مگر اس پر اجرت کا لینا جائز نہیں، مشہور حنفی عالم علامہ شامیؒ نے خوب لکھا ہے کہ اگر تلاوتِ قرآن کریم اجرت کے عوض ہو تو اس عمل میں اخلاص باقی نہیں رہا اور جو عمل اخلاص سے خالی ہو وہ کارِ ثواب نہیں ہوسکتا، تو جب یہ عمل خود لائق ثواب نہیں رہا تو دوسروں کو اس کا ثواب پہنچایا کس طرح جاسکتا ہے؟ اس لئے ایصال ثواب کے لئے تلاوتِ قرآن کریم پر اجرت لینا جائز نہیں، مگر صورت حال یہ ہے کہ آج کل مسلم معاشرے میں اس کی اجرت متعین کی جاتی ہے اور کہیں کہیں تو اس کے لئے گروپ بنے ہوئے ہیں اور وہ باضابطہ بھاؤ تاؤ کرتے ہیں، یہ واضح طور پر عبادت کو تجارت کی شکل دینا ہے۔

مسلمانوں کے ایک طبقہ میں مال ومتاع کی حرص اور مادیت اس قدر پیدا ہوگئی ہے کہ وہ ہر کام میں اور ہر قیمت پر زیادہ سے زیادہ پیسے حاصل کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے عبادتوں کے انجام دینے اور اس کے وسائل فراہم کرنے میں اجر وثواب کے جذبے کو بالکل پسِ پشت ڈال دیا ہے اور ایسے مقدس کاموں کو بھی خالصتاً تجارتی مقصد کے تحت انجام دیتے ہیں، نیز لوگوں کے سامنے اپنی تصویر کچھ اس طرح کی پیش کرتے ہیں کہ گویا وہ دین کے خدمت گزار اور اپنے مسلمان بھائیوں کے پکے بہی خواہ ہیں، اس سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے، ضرورت تو یہ تھی کہ ہم اپنی تجارت کو عبادت بنالیتے، یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا جذبہ شامل رکھتے، کم نفع لیتے، لوگوں کو سہولت بہم پہنچاتے، کچھ اجرت حاصل کرتے اور کچھ اجر کے امیدوار رہتے، نہ یہ کہ ہم عبادت کو تجارت کا رنگ دیدیں اور حصولِ اجر وثواب کے مواقع کو کسبِ معاد کے بجائے خالص کسب معاش کا ذریعہ بنالیں۔

☆☆..................☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، دیرلوئر

دیرلوئر.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دیرلوئر کے زیر اہتمام چوتھی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۱۴/نومبر ۲۰۲۱ء بروز اتوار صبح ۸ بجے ریسٹ ہاؤس گراؤنڈ تیمرگرہ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی پہلی نشست مولانا قاری عثمان صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی بعدازاں تمام تحصیل نظماء نے مختصر وقت کے لئے اجتماع سے خطاب کیا، جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں: مولانا حاجی محمد صاحب (تحصیل تیمرگرہ)، مولانا رشید خان صاحب (تحصیل ادیزئی)، مولانا سمیع اللہ صاحب (تحصیل میدان)، مولانا محمد زیب صاحب (تحصیل خال)، مولانا ثناء اللہ نے تحصیل منڈہ کی نمائندگی کی۔ مولانا مفتی مجیب اللہ صاحب، مولانا مفتی عمر حسین صاحب نے سیکورٹی انتظامات کی نگرانی کی، جبکہ پنڈال لگانے کی ذمہ داری استاذ العلماء مولانا سمیع اللہ صاحب نے احسن طریقہ سے نبھائی۔ مہمانوں اور خدام کے قیام وطعام کا بندوبست ضلعی ناظم مالیات مفتی فرمان اللہ صاحب، مولانا غنی الرحمٰن صاحب اور مولانا ذاکر حسین صاحب نے کیا۔ سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا کی سرگرمیاں: محمد بلال المیدانی ناظم اطلاعات مجلس، مولانا انعام الحق نائب ناظم اطلاعات، محترم جناب الیاس صاحب نے نگرانی کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ناظم عمومی دیرلوئر مفتی عرفان الدین صاحب نے سرانجام دیئے۔ جبکہ صدارت سرپرست اعلیٰ مولانا فضل وہاب عرف سوات مولوی صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ دوسری نشست کا آغاز استاذ القراءٔ مولانا قاری قمر الزمان صاحب کی تلاوت اور مولانا قاضی سہیل احمد کی نعت شریف سے ہوا۔ کانفرنس سے ضلعی امیر مولانا محمد عمران خان حقانی صاحب، مولانا قاری اکرام الحق صاحب، صوبائی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عابد کمال صاحب نے خطاب فرمایا جبکہ مہمانانِ خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عتیق الرحمٰن نے پُرمغز خطاب سے سماں باندھ دیا۔ آخر میں مولانا قاری اکرام الحق صاحب کی دعا سے یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

خانقاہ سراجیہ میں ایک روز!

مولانا محمد اشفاق یونس

ستمبر 2021ء مطابق 21 صفر المظفر 1443ھ بروز بدھ صبح کا ناشتہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ خطیب ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد دامت برکاتہم العالیہ (کراچی) کے ہم راہ بھکر میں کیا۔ گزشتہ روز 28 ستمبر کو بھکر، دریا خان سمیت دیگر شہروں میں پروگرام تھے۔ آج صبح گیارہ بجے بھکر سے ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہوئے، ڈیرہ شہر کی سیر اور مختصر خریداری کے بعد اپنے دوست مولانا لقمان صاحب کے پاس ثوبت کھائی، پھر جمعیت علمائے اسلام ڈیرہ کے سابق رہنما حضرت شیخ ایاز شہید کے گھر پر مولانا شیخ محمود الحسن صاحب کے ہاں چائے کا پُرتکلف دور چلا، عصر اور مغرب کا وقت حضرت مولانا قاری احسان اللہ صاحب کے ہاں ان کے ادارے میں گزار کر حضرت مولانا قاری عرفان صاحب کے ادارے میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی۔ حضرت مولانا قاری خلیل احمد سراج، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ کے امیر حضرت مولانا قاری محمد طارق اور دیگر علماء کرام کے ہم راہ عشائیہ سے فراغت کے بعد جب ہم خانقاہ سراجیہ کے لئے پابہ رکاب ہوئے تو رات کے دس بج چکے تھے، کھجوروں کی سرزمین ڈھکی اور چشمہ بیراج سے گزر کر پاکستان کے دوسرے بڑے ایٹمی پاور کے بجلی پلانٹ سے ذرا سا فاصلے پر واقع دریا، نہروں اور کھیتوں میں گھرے شہرنما خوبصورت گاؤں خانقاہ سراجیہ پہنچے تو گھڑی کی سوئی رات بارہ بجے کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔

خانقاہ سراجیہ:

حضرت خواجہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کی رہنمائی سے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں موسیٰ زئی شریف کے مقام پر خانقاہ احمدیہ سعیدیہ کی بنیاد رکھی، اس وقت پاکستان کے تمام نقشبندی حضرات کے لئے یہ خانقاہ ایک بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ جانشین بنے اور ان کی وفات کے بعد ان کے لائق فرزند حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ کا نظم سنبھالا۔ حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں ہمارے دادا جان رحمۃ اللہ علیہ بتایا کرتے تھے کہ جوانی ہی میں ان کا انتقال ہوگیا تھا، جوانی ہی میں ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، دراز قد اس قدر تھے کہ فاضل دیوبند حضرت مفتی عبدالقدوس رحمہ اللہ تعالیٰ ڈیرہ اسماعیل خان والوں کے حکم پر ایک مرتبہ ہمارے دادا جان حافظ غلام سرور مرحوم نے ان کے لئے کرتا سیا، اپنی طرف سے لمبائی زیادہ رکھی مگر پھر بھی انہیں چھوٹا پڑا۔ حضرت خواجہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے خلفاء میں حضرت شیخ التفسیر مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں میانوالی والے، حضرت خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ سواگ شریف والے اور حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ شامل تھے۔

اعلیٰ حضرت مولانا ابوسعد احمد خانؒ:

حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ آبائی اور خاندانی طور پر بڑے زمیندار، ایک لائق فائق سردار اور اپنی قوم اور قبیلے کی باثر شخصیت تھے، رشتہ داروں کی نصیحتوں کے باوجود خودکو دین کے لئے وقف کردیا، مراد آباد کے شاہی مدرسہ اور کانپور کے مدارس سے دینی علوم کی تکمیل کے بعد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کی منازل طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ پھر میانوالی سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر اپنی آبائی زمین پر اپنے شیخ کے نام پر ایک عظیم الشان خانقاہ تعمیر کی، جس کا نام خانقاہ سراجیہ رکھا۔ خانقاہ کی تعمیر کا آغاز 1920ء کو ہوا اور دو سال بعد 1922ء میں تعمیر مکمل ہوئی۔ اعلیٰ

حضرت کی طبیعت میں نفاست، لطافت، پاکیزگی اورفن تعمیر کا اعلیٰ ترین ذوق اللہ تعالیٰ نے ودیعت کر رکھا تھا،اس لئے آپ نے مستقبل کے منصوبوں کو سامنے رکھ کرمسجد، مدرسہ اور خانقاہ کی تعمیر اس اسلوب اور حسن انداز کے ساتھ فرمائی کہ آج سو سال بعد بھی انسان اس دور دراز دیہات میں ایسے منصوبے کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے ۔ایک عالیشان اورفن تعمیر کی شاہکار مسجد، مسجد کے جنوب میں مدرسہ، شمال میں خانقاہ، مسجد کے سامنے کی سمت میں پانی کا کنواں اور شمال مغربی سمت میں احاطۂ قبور بنایا گیا۔ خانقاہ میں مہمان خانہ، تسبیح خانہ، حضرت کا کمرہ اور مہمانوں کے لئے دیگر کمرے موجود ہیں۔

اپنے علمی ذوق کے مطابق اعلیٰ حضرت نے ایک عظیم الشان کتب خانہ تعمیر کیا، یہ لائبریری اس وقت بھی ملک کی منتخب اہم لائبریریوں میں شمار ہوتی ہے، جہاں قلمی نسخے اور نایاب کتابیں موجود ہیں ۔ کتابوں کی جلد بندی بھی اس سلیقے سے کی گئی ہے کہ آج بھی کوئی ایسا جلد کرنے والا نظر نہیں آ تا ۔ یہ وہی لائبریری ہے جہاں محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے تھے ۔ کتب خانہ کی عظمت دیکھ کر حضرت کا دل باغ باغ ہوگیا، گھنٹوں الماریوں کی سیر میں محو رہے، اس اثنا میں ایک کتاب پر نظر پڑی جو نوادرالاصول حکیم ترمذی تھی، فرمایا: مجھے اس کتاب کے دیکھنے کی مدت سے آرزو تھی مگر کہیں دستیاب نہ ہوتی تھی، پھر اس کو مطالعہ کے لئے ساتھ لے گئے، دیوبند پہنچ کر تحریر فرمایا: افسوس کہ میں زیادہ عرصہ وہاں نہ ٹھہر سکا، کیوں کہ ماہِ صیام سر پر تھا ورنہ اور قیام کرتا، تاہم جتنا وقت وہاں گزرا اس کو میں مغتنماتِ زندگی سے شمار کرتا ہوں ۔آپ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر بعض مسائل کی تحقیق اور تصفیہ کے لئے میانوالی تشریف لائے تھے،اس موقع پر میانوالی کے اس اجتماع میں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا مرتضٰی حسن چاندپوری، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر علماء کرام موجود تھے، حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے خانقاہ سراجیہ آنے کی دعوت دی جو کہ آپ نے قبول فرمائی۔

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بالوں پر خضاب لگانے سے متعلق اعلیٰ حضرت کی تحقیق کو پسند فرمایا۔ میانوالی کے اسی سفر میں اعلیٰ حضرت کے بارہ میں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت مولانا احمد خان میرے پیر بھائی اور ہم مسلک ہیں مگر بدعات کی تردید میں شدت اختیار نہیں کرتے حال آں کہ قرآن کریم میں ”واغلظ علیھم“ کی نص قطعی موجود ہے۔ حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت جہاد سے متعلق ہے اور اس کا مصداق کفار ہیں جن پر شدت کا حکم دیا گیا ہے، مگر دین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں ”فقولا لہ قولا لینا“ کا ارشاد ہے۔ علامہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی رائے سے اتفاق فرمایا ۔ ایک مرتبہ حضرت اعلیٰ جب دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تو ملاقات کے دوران حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سے فرمایا کہ مجھے درسِ حدیث کے دوران بعض اوقات عفونت کا احساس ہوتا ہے جبکہ بیشتر درس کی فضا لطافت سے معمور ہوا کرتی تھی، اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بعض طلبہ کا بے وضو سبق میں شریک ہونا آپ کے اس احساس کا باعث ہے ۔حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ہم عصر علماء کرام کے سامنے پیش کرتے ہوئے آپ کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ حضرت مولانا احمد خان اس وقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام اور عارف کامل ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی دینی، سماجی، اور خاندانی شخصیت اور اثر ورسوخ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں آپ نے اپنے شیخ کے نام پر خانقاہ قائم کی، اب اس پورے شہر کا نام خانقاہ سراجیہ ہے، یہاں کے ریلوے اسٹیشن کا نام بھی یہی ہے۔

حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ:

آپ لدھیانہ کے ایک متوسط اور دیندار گھرانے کے فرد تھے، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے،اس زمانے میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ مہتمم اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نائب مہتمم تھے ۔آپ نے دیوبند میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا میاں اصغر حسین شاہ، حضرت مولانا مرتضٰی حسن، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا اعزاز علی، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا محمد رسول خان

اور حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور 1345ھ مطابق 1927ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند میں زمانہ طالب علمی ہی میں اپنے استاذ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے، پھر عملی زندگی میں آنے کے بعد اپنے استاذ اور شیخ کے مشورے اور اجازت سے اعلیٰ حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ پندرہ سال خانقاہ سراجیہ میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہے، سفر وحضر میں ساتھ رہے۔ اعلیٰ حضرت جب علاج کے لئے دہلی اور پھر کانپور تشریف لے گئے اور 14 مارچ 1941ء کو 63 برس کی عمر میں وفات پائی تو کانپور سے آپ ہی اعلیٰ حضرت کا جسد خاکی خانقاہ سراجیہ لے کر آئے، وصیت کے مطابق جنازہ پڑھایا اور اپنے شیخ کے حکم اور وصیت کے مطابق خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین بنے۔ مدرسہ، خانقاہ، مسجد، لائبریری اور اعلیٰ حضرت کے دیگر سلسلوں کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ ترقی دی۔ تصوف کے ساتھ اعلیٰ علمی ذوق کے مالک تھے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حج پر تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ سے ایک نایاب کتاب اس زمانے میں سات سو ریال کی خرید کر لائے۔ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور تحریک ختم نبوت کے اکابر کے ساتھ گہرا تعلق رہا۔

حضرت ثالث خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ:

بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار اپنے چچازاد بھائی ملک خواجہ عمر سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے پاس تین ایسی چیزیں ہیں کہ میرے پاس اس قسم کی ایک بھی نہیں۔ انہوں نے سوچا کہ شاید حضرت بھینسوں کا کہہ رہے ہیں کہ خانقاہ کے لنگر کے لئے ضرورت ہو، اس لئے عرض کی کہ آپ میری تینوں بھینسیں لے جایئے، مجھے خوشی ہوگی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ مجھے بھینسوں کی ضرورت نہیں ہے، آپ کے تین فرزند ہیں، ان میں سے ایک مجھے دے دیجیے۔ خواجہ عمر نے کہا کہ تینوں آپ کے بیٹے ہیں، جسے چاہیں ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے خواجہ خان محمد صاحب کا انتخاب کیا، چناں چہ آپ کو مڈل اسکول کی تعلیم سے ہٹا کر اعلیٰ حضرت کے ساتھ بھیج دیا گیا۔ اعلیٰ حضرت کی رہنمائی اور سرپرستی میں آپ نے دینی تعلیم کا آغاز دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ضلع سرگودھا سے کیا، پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت صوبہ گجرات، انڈیا میں داخلہ لیا، جہاں حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہی، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا محمد ادریس سکروڈھوی، حضرت مولانا عبدالعزیز کامل پوری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں، 1940ء میں ڈابھیل سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف کا پہلا سبق پڑھا، پھر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تحریک آزادی میں سرگرم کردار کے باعث قید ہوگئے تو حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، حضرت مولانا فخر الدین، حضرت مولانا اعزاز علی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسباق مکمل کر کے 1941ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ مشہور کتاب ''رحماء بینہم'' کے مصنف حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت کے ہم درس تھے۔ الحمدللہ! دورہ حدیث کی یہ کارگزاری اور اس سے جڑے دیگر واقعات متفرق طور پر حضرت خواجہ صاحب سے میں نے خود سن رکھے ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت مولانا ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ وفات پاچکے تھے اور اپنے شیخ کے حکم کے مطابق حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ کا نظم سنبھالے ہوئے تھے، چناں چہ انہوں نے حضرت خواجہ صاحب کی ظاہری و باطنی تربیت پر بھرپور توجہ دی، حضرت خواجہ صاحب بھی اپنے شیخ، خانقاہ اور مدرسے کی خدمت وتدریس میں ہمہ تن مصروف رہے۔ 7 جون 1956ء کو حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ صاحب خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے جانشین مقرر ہوئے اور 5 مئی 2010ء اپنی وفات تک آپ خانقاہ کے گدی نشین رہے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نذر الرحمٰن صاحب مدظلہ امیر تبلیغی جماعت رائیونڈ، حضرت حاجی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خان، حضرت مولانا محبّ اللہ لورالائی، حضرت مولانا گل حبیب رحمۃ اللہ علیہ کوئٹہ، اور حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ ٹیکسلا قابل ذکر ہیں۔ (جاری ہے)

تقریری مقابلہ وختم نبوت انعام گھر

رپورٹ: مولانا محمد عارف شامی، گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ۹ رنومبر۲۰۲۱ء کو الشریعہ اکیڈمی کنگنی والا، گوجرانوالہ میں یوم اقبال کی مناسبت سے ’’علامہ اقبال اور ختم نبوت‘‘ کے عنوان پر سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہدالراشدی، جناب اکرم چوہان ایڈووکیٹ (ہائی کورٹ)، پروفیسر علامہ منیر کھوکھر، ڈاکٹر فضل الرحمٰن، جناب محمد طارق ایڈووکیٹ ، جناب محمد شاہد ایڈووکیٹ، مولانا مفتی محمد عثمان، مولانا محمد عارف شامی، مولانا فضل الہادی، مولانا حماد ارشد، شیراز نوید اور مولانا محمد اسامہ قاسم نے خطاب کیا۔

اس موقع پر علامہ زاہدالراشدی صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ’’ علامہ اقبالؒ نے اپنے فکروعمل سے امت کی تہذیبی اور نظریاتی تربیت کی ، وہ اس محاذ پر مؤثر کردار ادا کرتے رہے‘‘۔ جناب اکرم چوہان نے کہا کہ ’’اقبال کے افکار آج بھی نسل نو کے لیے بہترین راہنما ہیں‘‘۔علامہ منیر کھوکھر نے کہا کہ ’’اپنے بچوں کو علامہ اقبال سے مانوس کرنا والدین اور اساتذہ کا فرض ہے۔‘‘ جبکہ راقم نے کہا کہ ’’نسل نو کو فکر اقبال سے روشناس کرانا بہت ضروری ہے۔‘‘

۱۱ رنومبر۲۰۲۱ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام مسجد ختم نبوت، چمن شاہ قبرستان گوجرانوالہ میں تیسرا سالانہ تقریری مقابلہ منعقد کیا گیا۔جس کا عنوان: ’’شہدائے ختم نبوت اور ان کا کردار‘‘ تھا، جس میں ڈویژن گوجرانوالہ کے مدارسِ دینیہ اور اسکول وکالجز کے تیس طلباء کرام نے حصہ لیا، ان میں پانچ طلباء پوزیشن ہولڈر قرار پائے۔ جن میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے دوخوش نصیب طالب علم طلحہ یونس متعلم جامعہ فاروقیہ گوجرانوالہ اور طلحہ زبیری متعلم جامعہ حقانیہ گوجرانوالہ تھے۔ دوم پوزیشن جامعۃ الصبور کے متعلم سہیل احمد، سوم پوزیشن احمد تونسوی جبکہ چوتھی پوزیشن جامعہ حقانیہ کے متعلم زین العابدین نے حاصل کی۔

اس موقع پر مہمانِ خصوصی خطیب اہل سنت مولانا محمد شاہ نواز فاروقی نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے تقریر اور خطابت کی اہمیت اور دور حاضر میں اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی ،انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ: ’’جس طرح اس معاشرہ کو اچھے مدرس چاہئیں، اچھے مصنف چاہئیں ،اچھے پیر چاہئیں ،اچھے انجینئر چاہئیں اُسی طرح اچھے خطباء بھی چاہئیں ۔یہ ہماری ضرورت ہے، اگر آپ اِس فن میں محنت نہیں کریں گے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ منبرومحراب پر آپ کو وہ لوگ نظر آئیں گے کہ جن میں صلاحیت نہیں ہوگی، نااہل ہوں گے مگر منبر پر قبضہ کرکے بیٹھ جائیں گے۔ خطابت کی صلاحیت کب اُجاگر ہوگی؟ اس میدان میں شاہسوار آپ تب بن سکیں گے جب طالب علمی کے زمانہ میں توجہ دیں گے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فن تقریر وتحریر پر محنت کریں گے۔ یہ بات ذہن میں رکھئے جو طالب علمی کا زمانہ ہوتا ہے ایسے ہی سمجھیں جیسے دیہاتوں میں کسان فصل کاشت کرتا ہے۔اور کب بیج ڈالتا ہے؟ جب زمین وَتّر (نرم ہوکر کاشت کے قابل ہونا) پر آجاتی ہے۔اس وقت وہ اس میں بیج ڈالتا ہے تو وہ فوراً بیج کو پکڑ لیتی ہے اور اس کو ایسے طریقہ سے اُگاتی ہے کہ اگر وَتّر خشک ہوجانے پر بیج ڈالا جائے تو اُس کامیابی کے ساتھ نہیں اُگا سکتی۔

ہمارا طالب علمی کا جو زمانہ ہے یہ صلاحیت

اظہارِ تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی دفتر کے کمپیوٹر آپریٹر ہمارے قدیم ساتھی بھائی سیّد محمد فیصل خان کے والد گرامی جناب سیّد محمد عرفان خان گزشتہ دنوں معمولی علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم کی نماز جنازہ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے جامع مسجد عائشہ باوانی میں پڑھائی، جس میں مولانا قاضی احسان احمد، عبداللطیف طاہر، مولانا عبدالحئی مطمئن، سیّد انوارالحسن اور دیگر علماء کرام وتبلیغی ساتھیوں کے علاوہ اہل محلّہ وکارکنانِ ختم نبوت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے۔ بھائی فیصل و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جزاک اللّٰہ!

کے وَتّر کا زمانہ ہے، اب آپ کا جو معاملہ ہے وہ وَتّر میں ہے، اب آپ جس جس شئے کا بیج ڈالیں گے تو آپ کو وہ فصل مل جائے گی۔ خطابت کا بیج ڈالیں، آپ کو فصل مل جائے گی۔ تکرار اور مطالعہ کے ذریعہ اور بہتری کے ساتھ سبق سمجھنے کے ذریعہ! آپ تدریس کا بیج ڈالیں تو مدرس بھی بن جائیں گے۔ لکھنا شروع کریں اسی عمر اور زمانے میں تو آپ مؤلف، مصنف اور محرر بھی بن جائیں گے۔ کیونکہ آپ کے وَتّر کا زمانہ ہے اس میں آپ جو بیج ڈالیں گے بڑے ہوکر آپ اس کی فصل کاٹ لیں گے۔ اگر اس زمانے میں آپ نے بیج نہ ڈالا کیونکہ یہ بیج ڈالنے کا وقت ہے اور آپ اس وقت بیج ڈالیں جب آپ (تحصیل علم سے) فارغ ہو چکے ہوں تو پھر وَتّر خشک ہو چکا ہوگا، پھر آپ کو فصل نہیں ملے گی۔ تو اس وقت کو قیمتی بنانے کی ضرورت ہے۔‘‘

تقریب میں مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ سٹی کے امیر مولانا ہدایت اللہ جالندھری، مولانا فضل الہادی، مفتی عبدالواجد، حافظ خرم شہزاد، مولانا محمود الرشید قدوسی، مولانا قاری محمد انور، مولانا عزیز الرحمٰن شاہد صاحب نے اپنے دست مبارک سے شرکاء مقابلہ میں انعامات اور اعزازی اسناد تقسیم کیں۔ تقریری مقابلہ کے تمام انتظامات مولانا حماد ارشد، شیراز نوید اور راقم محمد عارف شامی نے انجام دیئے۔

۱۸؍نومبر ۲۰۲۱ء کو سلطان پیلس جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں دوسرے سالانہ ’’ختم نبوت انعام گھر‘‘ کی پروقار تقریب کا انعقاد ہوا جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، معروف مصنف و محقق جناب محمد متین خالد، خطیب اہل سنت مولانا محمد شاہ نواز فاروقی، مولانا خالد محمود، بابر رضوان باجوہ، مولانا قاضی مراداللہ خان، مولانا شوکت نصیر، مولانا امجد معاویہ، مولانا فقیر اللہ اختر اور حافظ خرم شہزاد نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ راقم نے اس موقع پر ختم نبوت انعام گھر کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ ختم نبوت آگہی مہم، ختم نبوت کانفرنسوں، کورسز اور دروس ختم نبوت سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس کے بعد سوالات وجوابات کا سلسلہ شروع ہوا اور جناب محمد متین خالد نے شرکاء ختم نبوت انعام گھر سے مختلف سوالات کیے اور درست جوابات دینے پر شرکاء مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے قیمتی تحائف سے نوازا گیا۔ اس موقع پر جامعہ نصرۃ العلوم کے طالب علم محمد طیب نے انعام میں موٹر سائیکل، ضیاء الرحمٰن نے سائیکل، محمد سلمان سلیم نے لیپ ٹاپ حاصل کیے۔ جبکہ اس کے علاوہ شرکاء کو مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی طرف سے ایک سو سے زائد چھوٹے بڑے قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ اس موقع پر سوشل میڈیا ٹیم کے کپتان مولانا فضل الہادی، قاری شیراز نوید، حماد ارشد، مفتی عبدالواجد، رانا حسن (کے ٹی وی) نے پروگرام کی بھرپور کوریج کی۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیراہتمام ۱۶؍نومبر ۲۰۲۱ء کو جامع مسجد، گلزار محمدی سیکٹر 4-D سرجانی ٹاؤن میں پہلی مرتبہ تحفظ ختم نبوت پروگرام منعقد ہوا، جس کی سرپرستی شاعرِ اسلام شاہین اقبال اثر جونپوری صاحب نے فرمائی اور نقابت کے فرائض مولانا فیصل جاوید صدیقی نے سرانجام دیئے۔ مولانا محمد عمر فاروق نے اپنی سریلی آواز میں ختم نبوت پر نظمیں پیش کیں۔ مہمانانِ گرامی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ اور مبلغ ختم نبوت کراچی مولانا عبدالحئی مطمئن صاحب کے بیانات ہوئے۔ مولانا عبدالحئی مطمئن نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حالاتِ زندگی، ذاتی کردار، جھوٹی پیشین گوئیاں، متضاد دعاوی کا ایسا خلاصہ بیان کیا کہ بلامبالغہ ایک ایک فرد کے دل ودماغ میں مرزا کے ملعون کرتوت اور ناپاک عزائم پتھر کی لکیر کی مانند نقش ہوکر رہ گئے۔ علاوہ ازیں ہردلعزیز شخصیت حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے اپنے مخصوص اندازِ خطابت میں اکابر ختم نبوت کی خدمات، ردِقادیانیت کے لئے ان کی فکر اور تڑپ سے متعلق ایسا خطاب کیا کہ تمام مجمع عش عش کر اٹھا۔ اس کامیاب پُروقار تقریب کا اندازہ اس طرح بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کانفرنس کے اختتام پر ختم نبوت کے عنوان پر جتنی کتابیں اور لٹریچر تھا آناً فاناً سب اسٹال سے غائب ہوگیا جیسے عوام کو اسی کا انتظار تھا۔ کثیر تعداد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان رسالہ ’’ماہنامہ لولاک‘‘ عوام نے اپنے لئے لگوائے۔ پروگرام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع وسطی کے مسئول حافظ عرفان علی شاہ صاحب، نارتھ کراچی کے نگران مولانا شاکراللہ خیسوری صاحب نارتھ کراچی، دارالافتاء ابوذر غفار کے نگرانِ اعلیٰ مفتی محمد احمد صاحب، دارالافتاء یاسین القرآن نارتھ کراچی کے نگران اعلیٰ مفتی وقار احمد اور دیگر علماء کرام بھی شریک ہوئے۔

چوہدری ریاست علیؒ پکالاڑاں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

چوہدری ریاست علیؒ راجپوت فیملی سے تعلق رکھنے والے (اردو زبان والے) تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو اللہ پاک نے نرینہ اولاد سے سرفراز نہ فرمایا تو انہوں نے ہر علاقہ اور شہر میں بیٹے بنا رکھے تھے۔ جسے ایک مرتبہ بیٹا کہہ دیا تو اسے بیٹے جیسی محبت سے سرفراز فرمایا۔ ان بیٹوں میں سے ایک بیٹا چوہدری ریاست علی بھی تھا اور حقیقی بیٹوں کی طرح لاڈ پیار کرنا اور حضرت قاضی صاحبؒ اس کے لاڈ و پیار کو برداشت بھی فرماتے۔ چنانچہ راقم الحروف کی مرتب کردہ کتاب ”مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سوانح و افکار“ کے ۲۴۳ سے ۲۴۸ تک پانچ خطوط ہیں انہیں پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ باپ بیٹے کا آپس میں کیسا تعلق ہونا چاہیے، چنانچہ خط نمبر ا میں ان کے خط کے جواب میں لکھا:

”جواب لکھنے میں دیر کی معافی چاہتا ہوں جمعہ پڑھانے کے لئے ٹھیڑی (سندھ) گیا ہوا تھا۔ وہاں مقدمات کے سلسلہ میں ضروری جانا تھا، الحمدللہ! اس پیشی پر سب بَری ہوگئے۔“

اس خط کے آخر میں اسلامی تاریخ ۱۸/شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ لکھی ہوئی تھی۔

دوسرے خط میں موصوف کو لکھا: ”اپنی سیرت و صورت میں اتباع سنت کا اثر پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں“ ایک اور خط میں فرماتے ہیں:

”میری دلی تمنا ہے کہ آپ کے پاس دو دن گزاروں، مگر آہ! میری مجبوریاں تم جاننے کے باوجود نومبر، دسمبر تک پروگرام بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح حکم دیتے ہو اور ناراضگی کی دھمکی بھی ساتھ دیتے ہو۔ میں اپنی خواہشات کو ہمیشہ فرائض پر قربان کرتا رہا ہوں۔ خیر عقیقہ مبارک ہو۔ پروگرام بدلنے کی کوشش کر رہا ہوں، اگر منظوری ہوگئی تو شاید حاضر ہوجاؤں ورنہ قابل رحم سمجھیں۔ (اس خط پر ۱۱/محرم ۱۳۸۴ھ کی تاریخ مرقوم ہے)۔

موصوف کے کسی بچہ کا عقیقہ تھا۔ اس پر انہوں نے حضرت قاضی صاحبؒ کو تشریف آوری کے لئے مجبور کیا۔ جس کے جواب میں حضرت قاضی صاحبؒ نے مذکورہ بالا خط تحریر فرمایا۔ اس خط میں ہمارے جیسے خدام کے لئے بھی نصیحت و وصیت ہے کہ اپنی خواہشات کو ہمیشہ فرائض کی ادائیگی پر قربان کردیا جائے۔

ایک خط میں فرماتے ہیں:

”عزیزم! میں نے کوئی احسان نہیں کیا جب لخت جگر کہہ چکا ہوں، انشاء اللہ! یہ قول تازیست نبھاؤں گا۔ بہرحال میں تمہیں مسرور دیکھنا چاہتا ہوں اور دارین میں سرفراز و سرخرو، مجھے ندامت ہے کہ میں خوشی میں پوری طرح شریک نہ ہوسکا اور بیان بھی نہ کرسکا، ہائے میری مجبوریاں۔“

(اس خط پر ۳/صفر ۱۳۸۴ھ کی تاریخ مرقوم ہے)۔

اس خط سے آپ نے اندازہ فرمالیا ہوگا کہ مرحوم سے حضرت قاضی صاحبؒ کا کیسا لاڈ پیار تھا کہ ان کے بچوں کے عقیقہ اور خوشیوں میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھتے۔ ایک اور خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

”محبت نامہ ملا، تمہارے بھائی قاری نورالحق قریشی (ایڈووکیٹ) ایم اے لاہور سے آئے ہوئے ہیں، ان کے اہل و عیال بھی ہمراہ ہیں۔ آپ کو دعا سلام دے رہے ہیں۔ عزیزم مولانا قاضی عبداللطیف (اخترؒ) تبلیغی سفر پر ہیں۔ ان کے اہل و عیال بحمداللہ! بعافیت ہیں۔“

آگے اسے وعظ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عزیزم! سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جہنم میں اتنی آگ کہاں سے آئے گی کہ ازل و ابد کے مجرم جلتے رہیں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے اپنے ہمراہ لائے گا، جنت کی افزائش و آرائش بھی یہیں سے جائے گی۔ مظلوموں کی آہیں، غریبوں کے نالے، مسکینوں کی فریادیں،

یہ سب جہنم کی آگ بڑھانے کے کام آئیں گی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، بے کسوں کی خدمت پھر ان کی دعائیں، ناداروں کی خدمت، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر رحم، غصہ کو پی جانا، خطا کار کو بخش دینا اور ان سب سے بڑھ کر رزق حلال پاک و ناپاک کی فکر میں لگے رہنا یہ سب سامان جنت ہوں گے ان شاء اللہ!'' (اس خط پر ۹ رشعبان المعظم لکھا ہوا ہے)۔

ان خطوط مبارکہ کا حوالہ دینے کا مقصد قارئین کو بتلانا ہے کہ چوہدری صاحبؒ کا تعلق حضرت قاضی صاحبؒ سے کیسا تھا۔ راقم ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۰ء تک رحیم یار خان میں مبلغ رہا، ان کی فرمائش پر سال میں ایک دو مرتبہ ان کے علاقہ میں حاضری ہوتی رہتی، ان دنوں ہمارے ایک مبلغ سابق ان کی مسجد میں امام و خطیب تھے، مولانا عاشق الٰہیؒ جو ہمارے اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب زید مجدہ کے عزیزوں میں سے تھے۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان نے فون پر بتایا کہ ان کی وصیت ہے کہ جنازہ ختم نبوت والے پڑھائیں۔ راقم بھی خانیوال وعدہ کر چکا تھا۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ جنازہ کے لئے تشریف لے گئے۔ چنانچہ ۹ رنومبر ۲۰۲۱ء کو اڑھائی بجے ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی اور انہیں پکا لاڑاں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہٖ۔

☆☆..........................☆☆

تو ختم نبوت ہے تو ختم رسالت ہے

اُس نام محمد ﷺ سے، دنیا کو عقیدت ہے
مومن کی نگاہوں میں، یہ نام ہی جنت ہے

سرکار ﷺ کا روضہ ہی ایک ایسا نگینہ ہے
ہر ایک مسلماں کو دیدار کی حسرت ہے

وہ ذاتِ معظم ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ کی
ہر ایک عمل جن کا اک درسِ شریعت ہے

امت کے لئے رب نے اس ذات کو بھیجا تھا
قرآن مجسم ہے جو عرش کی زینت ہے

امت میں ہوں میں اُن کی اس بات پہ نازاں ہوں
جنت تو مری خاطر آقا ﷺ کی وراثت ہے

محشر میں سبھی آنکھیں، ہیں ان کے تجسس میں
جنت کی جو کنجی ہے جو وجہِ شفاعت ہے

دن رات درود اُن پر، دن رات سلام اُن پر
جو روحِ شریعت ہے، جو جسم شریعت ہے

ہے نورِ ازل تو ہی، تاسیس ہے ہستی کی
تو ختم نبوت ہے تو ختم رسالت ہے

توفیقِ خدا کہیئے اصنام کی دھرتی پر
خوش بخت امینؔ ہو تم اس نام سے نسبت ہے

امینؔ جس پوری

گھر کا بھیدی

جناب منشی عبدالعزیز (بٹالہ)

منشی عبدالعزیز یا نبی بخش نمبردار بٹالہ مرزا قادیانی کے وہ مقرب مرید ہیں جن کا نام ضمیمہ انجام آتھم ص۴۲ نمبر۶۷ میں مرزا قادیانی نے ان ۳۱۳ مریدوں میں کیا ہے جن کو بمنزلہ ''اصحاب بدر'' قرار دیا ہے۔ اس فہرست میں ۳۱۳ مریدوں کی فہرست دی۔ آئینہ کمالات میں بھی یہ فہرست ہے اور ضمیمہ انجام آتھم میں بھی۔ دونوں جگہ چار چار صفحات کو اس فہرست سے بھر دیا ہے۔ اس سے سمجھیں کہ کذاب قادیان کی کتب میں کس طرح تکرار تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس میں درج بہت سارے مرید کذاب قادیان کو چھوڑ گئے۔ جیسے حافظ یوسف، منشی الٰہی بخش، عباس علی لدھیانوی، ڈاکٹر عبدالحکیم۔ چھوڑنے والوں میں ایک منشی عبدالعزیز بھی تھا۔ اس قادیان بدری صحابی (معاذاللہ) نے جو پوست کندہ حالات مرزا قادیانی اور ان کے درباریوں کے لکھے ہیں ان میں سے مسیحیت کی نسبت کچھ قلعی کھلتی ہے۔ اس لئے اس مرید خاص کا وہ مضمون جو پیسہ اخبار لاہور مطبوعہ ۱۶؍نومبر ۱۹۰۱ء کے ص۱۰،۱۱ پر ہے۔ باصلہا ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ یہ پرچہ شامل مسل مقدمہ کرم الدین دبیر ہو چکا ہے۔

''مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار لاہور، السلام علیکم! الحکم کے ایڈیٹر نے آپ کے ریمارک حقیقت المہدی پر ناراض ہو کر بہت زہر اگلا ہے اور آپ سے بعض باتوں کے مطالبہ کے لئے زور دیا ہے۔ چونکہ ان میں ایسی باتیں بھی ہیں جن کا جواب میں اپنے ذمہ سمجھتا ہوں۔ اس لئے ان کو قلمبند کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ان کو اپنے قیمتی پرچہ میں جگہ دیں تاکہ ایڈیٹر الحکم اور اس کے ہم خیالوں کے لئے تسلی کا موجب ہو۔

اوّل...... اپنے راسخ الاعتقاد رہ چکنے کی نسبت جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس کے لئے میں امید نہیں کرتا کہ آپ کے پرچہ میں جگہ ہو۔ اس کا مفصل بیان رسالہ الہلال میں ہوگا۔ اس جگہ صرف اتنا بتادینا کافی ہوگا کہ مرزا قادیانی نے کمال محبت کے باعث مجھے اپنے گھر میں وہ جگہ دی ہوئی تھی جس میں نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ والے اترا کرتے تھے اور وہ مکان ان کے مکان کی دیوار بدیوار ہے اور اس دیوار میں ایک دریچہ بھی ہے جس سے مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ جو میری بیوی سے کمال محبت رکھتی تھیں ہر روز آ کر رات تک اس مکان میں بیٹھا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب ہم بٹالہ میں تھے تو بیوی صاحبہ دو دفعہ وہاں بھی تشریف لائیں۔ اس کا مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کو بخوبی علم ہے۔ اس کی تصدیق ایڈیٹر الحکم سے بھی کر لیجئے۔ اگر اس کو سچ کہنا گوارا ہوگا تو انکار نہیں کرے گا۔

اظہارِ تعزیت

لندن (مفتی محمود الحسن) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے مخلص رضا کار حضرت حاجی عارف خان صاحب خالق حقیقی سے جا ملے، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ حاجی صاحب اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے، آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے ساتھ دلی محبت کرتے تھے آپ ہر سال ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں ایک دن قبل تشریف لے جاتے۔ کانفرنس میں شرکت کرتے اور کوئی ذمہ داری اکابرین کی طرف سے ہوتی تو اسے نہایت اخلاص کے ساتھ سرانجام دیتے۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے سابق امیر حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ سے بیعت تھے، ہر سال پاکستان سے جانے والے اکابرین مجلس تحفظ ختم نبوت کی پرخلوص دعوت کرتے۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ، مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ، مفتی خالد محمود، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، قاری فیض اللہ چترالی، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت مفتی سہیل احمد، مولانا شعیب، مبلغ ختم نبوت برطانیہ مفتی محمود الحسن اور علمائے کرام کی ضیافت کرتے اس کے علاوہ جہاں بھی ختم نبوت کا پروگرام ہوتا تشریف لے جاتے۔ بہت ہی خاموش طبیعت پائی تھی۔ جامع مسجد ومبلڈن پارک لندن کے نمازی ان کی اتنی خوبیاں بیان کرتے ہیں کہ احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ 16؍نومبر 2021ء دن ایک بجے ومبلڈن پارک مسجد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

اگر میرے راسخ الاعتقاد ہونے میں کسی قسم کی شیطانی رگ کے ذریعہ فرق آ گیا ہوتا (اور اب گو وہ جانتا ہے موجودہ خاص الخاص مریدوں میں سے کس کس میں شیطانی رگ ہے جو ہمارے ملک میں مشہور ہے۔ لنگڑے یا کانے میں ایک رگ زیادہ ہوتی ہے) تو مرزا قادیانی جو ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کی ہر ایک بات وحی تصور کی جاتی ہے۔ خداتعالیٰ سے اس امر کی ضرور اطلاع پاتے اور اپنے گھر والوں کو ہمارے ساتھ ایسا رابطہ نہ کرنے دیتے۔

دوم...... میرے راسخ الاعتقاد ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ جب تمام جوان عورتوں کو جن کی نسبت مرزا قادیانی گورداسپور کے مقدمہ میں حلفاً بیان کر چکے ہیں کہ وہ عمر رسیدہ عورتیں ہیں۔ صبح کو ہوا خوری کے لئے نکلتی تھیں تو ان کی حفاظت کا کام میرے سپرد ہوتا تھا اور ایک دفعہ بھی ان عورتوں کے ریوڑ کی حفاظت کے لئے کوئی دوسرا مرید مقرر نہ ہوا۔ اس ریوڑ میں ایڈیٹر الحکم کی بیوی بھی شامل ہوتی تھی۔ اب ایڈیٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ مجھ سے بڑھ کر کون راسخ الاعتقاد سمجھا جاتا تھا۔

سوم...... مرزا قادیانی کی بیوی عشاء کو بھی کبھی کبھی اپنی ہم جولنوں کے ساتھ باغ میں جایا کرتی تھیں اور ان میں ایڈیٹر کی بیوی بھی ہوتی تھی۔ جو کوڈ کبڈی میں شامل ہوتی تھی۔ ایسے پُرخطر وقت میں جب کہ عورتیں زیورات سے لدی ہوئی ہوتی تھیں، ان کی حفاظت کا کام میرے ہی ذمہ ہوتا تھا۔ ان سب باتوں کا علم ایڈیٹر الحکم کو بھی ہے۔ اگر اس کے دل میں خداتعالیٰ کا ذرا خوف بھی ہوا تو جھوٹ نہیں بولے گا۔ ورنہ پھر مرزا قادیانی خدا ان کی عمر دراز کرے موجود ہیں۔

چہارم...... میں ان کے ۳۱۳ اصحاب کبائر سے ہوں جن کی نسبت مرزا قادیانی کا خیال ہے کہ ان کا وہی مرتبہ ہے جو جنگ بدر والوں کا تھا۔ ان ۳۱۳ کی فہرست مرزا قادیانی کی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور پھر میرے نام کو چند اور کے ساتھ اور بھی خصوصیت سے بیان کیا ہے۔ اس فہرست میں میرا نام درج کرنے کے وقت مرزا قادیانی نے ایڈیٹر کو کوئی اطلاع نہ دی کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

پنجم...... مرزا قادیانی کی بیوی کو میری بیوی کے ساتھ یہ محبت تھی کہ انہوں نے اپنے چھوٹے لڑکے کو میری بیوی کا بیٹا قرار دیا اور میرے لڑکے کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس پر انہوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور ہم نے زردے اور نمکین پلاؤ کی دیگیں پکائیں اور تمام مریدین قادیان کو دعوت دی۔ ایڈیٹر الحکم نے بھی خوب پلاؤ گوشت سے پیٹ ٹھونسا اور اس وقت اسے ذرا خیال نہ آیا کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

ششم...... جب مرزا قادیانی پر ہنری کلارک صاحب نے مقدمہ دائر کیا اور ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے بٹالہ میں قیام کیا اور مرزا قادیانی نے سب مریدوں کو تار دیا اور سب نے بٹالہ آ کر کئی روز ڈیرہ کیا۔ اس وقت بندہ نے ہی سب کی مہمان نوازی کا ذمہ اٹھایا اور ہر طرح کے اخراجات کو گوارہ کیا۔ اس کے علاوہ میرا گھر ہمیشہ مرزا قادیانی کے مریدوں کے لئے ہوٹل رہا۔ جو چاہتا قادیان جاتے وقت بھی ٹھہرتا اور جو چاہتا

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے صاحبزادے مولانا حافظ رشید احمد انتقال فرما گئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے، نائب مرکزی امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں میانوالی مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کے چھوٹے بھائی مولانا صاحبزادہ حافظ رشید احمد طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔ درویش منش انسان تھے۔ مرکز سراجیہ لاہور اور خانقاہ احمد یہ دادڑہ ساہیوال کے روح رواں تھے۔ تحفظ ختم نبوت اور تصوف کے حوالہ سے کئی اہم کتابیں شائع کرائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، نائب امیر مرکزیہ مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی خالد محمود و دیگر علمائے کرام کے علاوہ لاہور سے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، حافظ محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمود نے ان کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے اور تمام لواحقین، پسماندگان اور متوسلین و معتقدین کو صبر جمیل اور اجر جزیل نصیب عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

قادیان سے آتے وقت بھی وہاں ہی اترتا۔ خواجہ کمال الدین اور مفتی محمد صادق اور کئی ایسے معزز مریدوں کی بیویاں رات کو میرے ہی گھر میں آرام کرتی رہیں۔ اس وقت ایڈیٹر صاحب نے کسی اپنے پیر بھائی کو اطلاع نہ دی کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

ہفتم......مرزا قادیانی نے مجھے سرکاری طور پر اپنا مختار بھی کر دیا تھا۔ اگر ان کو مجھ پر کوئی شک وشبہ ہوتا تو یہ ذمہ داری کا کام میرے سپرد کیوں کیا جاتا۔ اس جگہ یہ منظور نہیں کہ میں اپنی خدمت گزاریاں جتلاؤں۔ خدائے علیم بذات الصدور خوب جانتا ہے اس قدر بیان کرنا صرف ایڈیٹر الحکم کے خیال کو مٹانے کو ضروری تھا۔ کاش وہ مضمون لکھتے وقت مرزا قادیانی کا مشورہ لیتے اور معقول بحث کی طرف توجہ فرماتے۔ گیند کے پھاڑنے سے چیتھڑے ہی نکلیں گے۔ آئندہ احتیاط کو کام میں لائیں اور حسب شرائط حقیقت المہدی کا جواب لکھ کر دوصد روپیہ پائیں۔ اب رہا باغ کا معاملہ سو اس کا علم ایڈیٹر صاحب کو بخوبی حاصل ہے۔ خود مرزا قادیانی نے اپنے خسر اور بیوی کے کہنے سے باغ کا اہتمام میرے ذمہ ڈالا اور یہ ضرورت ان کو اس واسطے پڑی کہ آپ کی بیوی کو عورتوں کے ہمراہ باغ میں جانے اور دل بہلانے کا شوق ہے اور جب وہ باغ میں جاتی تھیں تو ٹھیکہ دار باغ ان کو باغ کے اندر نہیں آنے دیتے تھے۔ کیونکہ وہ خود درختوں سے پھل پھول توڑنا چاہتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اپنے فائدہ کے لئے باغ میرے سپرد کیا اور جب تک باغ میرے پاس رہا مرزا قادیانی کی بیوی تمام عورتوں کو ہمراہ لاتی رہیں اور اپنے ہاتھوں سے پھل پھول توڑتی رہی ہیں۔ بلکہ آتے وقت ہر ایک عورت جھولیاں بھر کر خاوندوں کے لئے بھی لے جاتی رہی ہیں۔ ایڈیٹر الحکم کی بیوی نے بھی ان کے آگے کئی دفعہ میوہ جات نذر کئے ہوں گے۔ ایڈیٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے محض مرزا قادیانی کی بیوی کی خاطر غیروں کے پاس باغ فروخت نہیں کیا تاکہ ان کو اور ان کی ہم جولنوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ علاوہ اس کے پھل کے دنوں میں آموں کے ٹوکروں کے ٹوکرے عام مریدوں کے لئے بھی آتے رہے ہیں اور سب سے زیادہ لالچی آموں کے ایڈیٹر صاحب ہی ہوتے رہے۔ اس بات کی مرزا قادیانی بھی تصدیق کر سکتے ہیں۔ میں نے مرزا قادیانی کے باغ پر صدہا روپیہ لگا کر برباد کر دیئے اور اپنی نمبرداری اور زمینداری کا ذرا خیال نہیں کیا۔ کیا ایڈیٹر صاحب کو اس قدر واقعات کے بعد بھی خیال نہ آیا کہ میں قادیان میں فائدہ پہنچانے کو گیا تھا یا فائدہ اٹھانے کو؟

اب رہا مرزا قادیانی کی صحبت سے فائدہ اٹھانا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ سو مرزا قادیانی کی صحبت سے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ ان کے عقائد مخالف اسلام ہیں اور ان کا دعویٰ پیغمبری کا ہے اور اپنے منکروں کو کافر جانتے ہیں۔ کیا یہ میرے لئے کافی نہیں؟ رہی نماز سو خدا کے فضل سے کبھی ضائع نہ ہوئی۔ ہاں! مرزا قادیانی محض علمائے اسلام کے سب وشتم کے تحریر کرتے وقت بہتّر بہتّر نمازیں جمع کر کے ضائع کر دیتے ہیں۔ بلکہ حج جو عین فرض ہے اس کو ضروری ہی نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ رحمت اللہ اور مولوی نورالدین جیسے متمول لوگوں کو قطعاً معاف کرادیا ہے۔ شیخ صاحب کی طرف دیکھئے۔ ولایت کو کس طرح بھاگتے اور حج سے کس طرح ڈرتے ہیں۔ زکوٰۃ کبھی مرزا قادیانی نے دی نہیں۔ حالانکہ گھر میں ہزارہا روپیہ کا زیور موجود ہے اور روزے تو جان بوجھ کر مریدوں سے چھڑوا دیتے ہیں۔ اگر کسی نے ذرا عذر کر دیا کہ مجھے فلاں تکلیف ہے تو روزوں کی معافی ہے۔ علاوہ اس کے کبھی آپ نے خود امامت نہیں کرائی۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا میں بڑا ثواب سمجھتا ہوں۔ لیکن اس بات کو میں ہمیشہ مکروہ خیال کرتا رہا ہوں کہ مولوی نورالدین اور محمد احسن امروہی جیسے فاضلوں کو امامت کے لئے اجازت نہ دی جائے اور ایک ناقص الاعضاء (عبدالکریم ٹنڈا) شخص کو امام بنایا جاوے۔ جس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ لیکن پھر بھی میں دیکھا دیکھی ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا ہوں۔ اب ایڈیٹر الحکم بتائیں کہ کتنی نمازیں میں نے ایسے امام کے پیچھے نہیں پڑھیں۔ میرا اعتقاد وہی ہے جو مرزا قادیانی کے بیعت میں داخل ہونے سے پہلے تھا۔ میں خود پنج بناء اسلام پر قائم ہوں اور جو شخص ان پر قائم ہے وہ میرے نزدیک مسلمان ہے۔ میں حدیث کا منکر نہیں ہوں۔ البتہ صرف ایسی حدیثوں کا منکر ہوں جن کے معنی مرزا قادیانی من گھڑت کر کے ایزاد پر لگاتے ہیں۔

ایک ورق ابتدائی حقیقت المہدی بعد ترمیم جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی خدمت میں مرسل ہے۔ اس میں میرے عقیدہ کا مفصل بیان ہے۔ ایک ورق ایڈیٹر صاحب الحکم کو بھی بھیج دیا ہے۔ خاکسار: مولوی عبدالعزیز نمبردار رئیس بٹالہ ضلع گورداسپور۔

(چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، ج:۳،ص:۹۹، مرتبہ: حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

☆☆............☆☆

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعقیدت جو ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے، اس کے تقاضوں سے اہلِ ایمان کو روشناس کرانے والی اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل ایک دل آویز کتاب۔

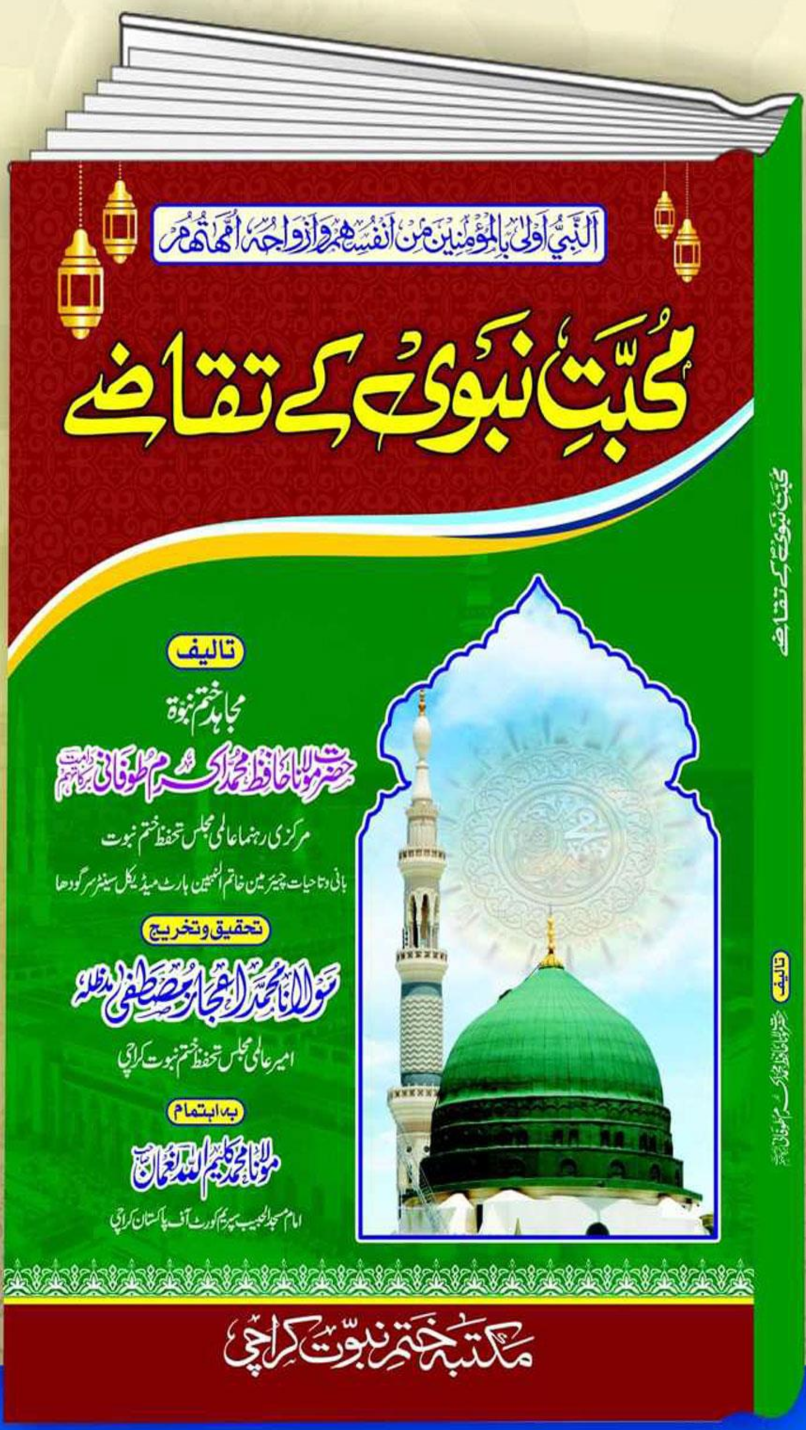

ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت!

پہلی بار مکمل تحقیق وتخریج کے ساتھ

رنگین اشاعت

عمدہ طباعت

ملنے کا پتہ

دفتر ختم نبوت، ایم اے جناح روڈ، کراچی ، اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

دفتر ختم نبوت، لکڑ منڈی، سرگودھا 0324-2002013 - 0335-3224030